تاریخ

باب اول

برطانوی اقتدار کا استحکام

1- خالی جگہوں کو پر کریں:

1- انگریزوں نے تجارتی مقاصد کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔

2- برطانوی کابینہ میں ایک وزیر 'سیکرٹری آف سٹیٹ' کے نام سے مقرر کیا گیا۔

3- سرکاری امور نمٹانے کے لیے سول سروس 1853ء میں انگریزوں نے قائم کیا تھا۔

4- ثقافتی ورثہ کی حفاظت کے لئے محکمہ آثار قدیمہ قائم کیا گیا۔

5- مسٹر ایس ایس سنہا وہ پہلا ہندوستانی ہے جسے انتظامی کونسل میں شامل کیا گیا۔

2- صحیح جواب کا انتخاب کریں:

1- پاک و ہند میں پہلا سرکاری قانون ایکٹ .... کہلاتا ہے۔

✓ (i) 1858ء (ii) 1861ء
(iii) 1892ء (iv) 1909ء

2- پنجاب میں .... نے مزارعین کے مفادات کا تحفظ کیا۔

(i) لارڈ میو (ii) میکالے
✓ (iii) لارنس (iv) لارڈ لٹن

3- انگریزوں کی حکومت نے .... تعلیمی اداروں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔

✓ (i) مشنری (ii) مذہبی
(iii) نجی (iv) سرکاری

4- ہندوستانیوں کو ذہنی طور پر تبدیل کرنے کے لیے مغربی طرز .... کو رائج کیا گیا۔

(i) زندگی (ii) تعلیم ✓
(iii) معاش (iv) صنعت

5- لارڈ ڈلہوزی نے 1854ء میں محکمہ .... کی بنیاد ڈالی۔

(i) صحت (ii) خارجہ
✓ (iii) پبلک ورکس (iv) داخلہ

حصہ دوم مختصر جوابات

سوال 3: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

سوال 1: ایسٹ انڈیا کمپنی کس کی منظوری سے کب قائم ہوئی؟

جواب: ایسٹ انڈیا کمپنی 31 دسمبر 1600ء کو ملکہ برطانیہ الزبتھ اول کی منظوری سے قائم ہوئی۔

سوال 2: ایسٹ انڈیا کمپنی سے کس کو کب اقتدار منتقل کیا گیا؟

جواب: یکم نومبر 1858ء کو ہندوستان سے ایسٹ انڈیا کمپنی سے اقتدار تاج برطانیہ کو منتقل کیا گیا۔

سوال 3: انتقال اقتدار کے بعد آزاد یا شاہی ریاستوں کا انجام کیا ہوا؟

جواب: انتقال اقتدار کے بعد آزاد یا شاہی ریاستوں کو قائم رکھا گیا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ کچھ ان ریاستوں کو بھی انگریزی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔

سوال 4: فیکٹری ایکٹ 1881ء کی اہم باتیں کیا تھیں؟

جواب: اس ایکٹ کے تحت

(i) بچوں کے لیے کارخانوں میں 9 گھنٹے اوقات کار مقرر کیے گئے۔

(ii) خطرناک مشینری کو محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(iii) کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیے ہفتے میں ایک دن کی چھٹی منظور کی گئی۔

(iv) ان قوانین پر عمل درآمد کے لیے نگران مقرر کیے گئے۔

سوال 5: قانون حکومت ہند 1919ء کا دوسرا نام کیا ہے؟

جواب: قانون حکومت ہند 1919ء کا دوسرا نام ''مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات'' ہے۔

تفصیلی جوابات

سوال 1: ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کا ہندوستان کے لوگوں پر کیا اثر ہوا؟

جواب: (i) اس اعلان کے بعد پاک و ہند پر براہ راست برطانوی حکومت قائم ہوگئی۔

(ii) عوام ملکہ برطانیہ کے حکم کے پابند ہو گئے۔

(iii) شاہی ریاستوں کے حکمرانوں کا احترام ہونے لگا۔

(iv) پاک و ہند میں عوام کی ترقی و خوشحالی کو یقینی بنایا گیا۔

(v) مذہبی آزادی میں مداخلت منع کی گئی۔

(vi) رعایا کو غیر جانبداری، قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر سرکاری نوکریاں ملنے لگیں۔

(vii) قانون بناتے وقت پاک و ہند کے عوام کے مذاہب، رسم و رواج اور عادات وغیرہ کو مدنظر رکھا جانے لگا۔

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

(viii) امن وامان کو اولیت دی گئی۔
(ix) انگریزوں کو قتل کرنے کے علاوہ ہندوستانیوں کی باقی تمام غلطیاں صاف کی گئیں۔
(x) یہ اعلان 1917ء تک نظم ونسق کی بنیاد رہا۔

سوال 2: انگریزوں کے نظم ونسق کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: انگریزوں کا نظم ونسق:

(i) ہندوستان کا نظم ونسق تاج برطانیہ کے زیر سایہ چلتا تھا۔ برطانیہ کی کابینہ میں ہندوستان کے امور کی نگرانی اور ہدایات جاری کرنے کے لیے ایک وزیر ''سیکریٹری آف سٹیٹ'' مقرر کیا گیا۔
(ii) ہندوستان کے نظم ونسق کے لیے ایک انتظامی کونسل قائم کی گئی۔ جس کا سربراہ انگریز گورنر جنرل ہوا کرتا تھا۔
(iii) ملک میں قانون سازی کے لیے گورنر جنرل کی قانون ساز کونسل قائم کی گئی۔
(iv) ہندوستان میں سرکاری امور نمٹانے کے لیے ''سول سروس'' قائم کی گئی۔
(v) شاہی فوج کو مزید منظم کیا گیا۔
(vi) انتظامی سہولت کے لیے ملک کو صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ جس کی انتظامی کونسل اور قانون ساز کونسل ہوتی تھی۔
(vii) انصاف کے لیے عدالتی نظام قائم کیا گیا۔
(viii) ہندوستان میں خودمختار ریاستوں کو قائم رکھا گیا اور ہر ریاست کا اپنا حکمران ہوا کرتا تھا۔

سوال 3: انگریزوں کی تعلیمی پالیسی کے مقاصد اور نتائج پر بحث کریں۔

جواب: انگریزوں کے نظام تعلیم کے مقاصد:

(Objectives of British Education System)

درج ذیل اقدامات سے ہم انگریز حکومت کی ترجیحات و تعلیمی مقاصد اور نتائج کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ان مقاصد کا احاطہ درج ذیل نکات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے:

-1 حکومت چاہتی تھی کہ برصغیر پاک و ہند میں جدید تعلیم کو فروغ دیا جائے اور انگریزی کو تعلیم کے ایک لازمی حصے کے طور پر متعارف کیا جائے۔
-2 اس نظام تعلیم کا ایک مقصد مشنری بھی تھا تاکہ عیسائیت کی پرچار کے لئے راستہ ہموار کیا جائے۔ انگریزوں کی حکومت نے مشنری تعلیمی اداروں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔
-3 انگریزوں کو زیادہ خوف مسلمانوں سے تھا اور ان کے مذہبی تعلیمی ادارے حکومت کے لئے ایک چیلنج تھے۔ مسلمانوں کو خصوصی طور پر جدید تعلیمی نظام میں رنگنے کی کوشش کی گئی۔
-4 تعلیم کو ایک منظم سول سروس کے قیام کے لیے ضروری تصور کیا گیا اور اس کا ایک اہم مقصد اچھے ملازمین پیدا کرنا بھی تھا تاکہ سول سروس کو مقامی تعلیم یافتہ لوگوں کے ذریعے انگریزی توقعات کے مطابق چلایا جاسکے۔
-5 انگریزوں کا خیال تھا کہ شاید اسلام اور سائنس میں کوئی تصادم موجود ہے۔ اس لئے ان کی کوشش رہی کہ سائنسی تعلیم کو فروغ دے کر اسلام پر وار کیا جاسکتا ہے۔
-6 پیشہ ورانہ تعلیم اور تعلیم نسواں کو خصوصی توجہ دینا۔
-7 انگریزی حکومت تعلیم پر حکومت کی گرفت کو مضبوط کرنا چاہتی تھی۔ کسی قوم پر حکمرانی کرنے کے لیے اس قوم کی تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لینا پڑتا ہے۔
-8 یورپی طرز تعلیمی اداروں کا قیام تاکہ یہی ادارے پاک وہند میں ثقافتی نفوذ کا ذریعہ ثابت ہوں۔ لارڈ میکالے نے ایک دفعہ ہندوپاک میں انگریزی نظام تعلیم کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے نظام تعلیم کا مقصد ایسے ہندوستانیوں کو پیدا کرنا ہے جو ظاہراً ہندوستانی ہوں لیکن ذہنی طور پر انگریز ہوں۔

انگریزوں کے نظام تعلیم کے نتائج:

-1 پاک وہند کے لوگ دیگر زبانوں کی نسبت انگریزی سے زیادہ واقفیت حاصل کرنے لگے۔ آج تک انگریزی زبان کا اثر قائم ہے اور اسے فوقیت حاصل ہے۔
-2 عیسائی مبلغین نے جابجا مشنری تعلیمی ادارے قائم کئے اور اس طرح مذہبی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔
-3 مسلمانوں کے نظام تعلیم کو بالواسطہ طور پر نشانہ بنایا گیا۔
-4 سائنس کے فروغ سے مسلمانوں ہی کو فوائد پہنچے۔
-5 1904ء کے یونیورسٹی قانون پر عوام اور خواص نے اس لئے زبردست تنقید کی کہ اس قانون کے ذریعے تعلیم پر حکومت کی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے مغربی نظام تعلیم کے مقاصد کو یوں بیان فرمایا:

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و ملت کے خلاف
گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

سوال: مختلف قوانین کے تحت ہندوستانیوں کو انتقال اقتدار کے اقدامات بیان کریں۔

جواب: جب انگریزوں نے یہ سمجھا کہ اب ہندوستان کے لوگوں کو کنٹرول میں رکھنا مشکل ہے تو پھر انہوں نے ہندوستان میں سیاسی اصلاحات لانے اور اقتدار میں حصہ دار بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے ان میں سے ایکٹ 1861، 1892، 1909، 1909 قابل ذکر ہیں۔ وہ بنیادی قانون ہوتا ہے جس کے ذریعے ملک کا نظم و نسق چلایا جاتا ہے۔ اس قانون میں حاکم اور محکوم کے تعلقات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ انگریزوں نے وقتاً فوقتاً مختلف آئینی اقدامات اٹھائے۔ اس کا مختصر جائزہ کچھ یوں ہے:

-1 انڈیا کونسل ایکٹ 1861ء:

ایکٹ اس قانون کو کہا جاتا ہے جو کسی ملک کا قانون ساز ادارہ بناتا ہے۔ پاک و ہند کے لئے ایکٹ برطانیہ کا قانون ساز ادارہ منظور کرتا تھا۔ جنگ آزادی کے بعد پہلا قدم انڈین کونسل ایکٹ تھا۔ اس ایکٹ کے ذریعہ وائسرائے کے قانون ساز ادارے اور ان کے اختیارات میں اصلاحات کی گئیں۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کو زیادہ جمہوری بنانے کی کوشش کی۔ جنگ آزادی 1857ء کی ایک اہم وجہ ہندوستانیوں کو سیاسی نظام میں شریک نہ کرنا بھی تھا۔ اس لیے اس قانون کے ذریعے ہندوستانیوں کو سیاسی امور میں شرکت کے مواقع فراہم کیے گئے۔ قانون ساز کونسلوں کے ارکان میں اضافہ کیا گیا اور ان میں ہندوستانیوں کو نمائندگی دی گئی۔ مدراس اور بمبئی میں بھی قانون ساز کونسلیں قائم کی گئیں۔ گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا کہ اس قسم کی کونسلیں سرحد اور پنجاب میں بھی قائم کریں۔

-2 انڈین کونسل ایکٹ 1892ء:

اس آئینی ایکٹ کے ذریعے حکومتی امور میں عوام کی زیادہ شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی۔ قانون ساز کونسلوں کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ ہندوستان میں انتخابی نظام کو بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ کونسلوں کو چند مالیاتی اختیارات بھی دیے گئے اور ہندوستانیوں کو مرکز اور صوبوں میں زیادہ نمائندگی بھی دی گئی۔

-3 قانون حکومت ہند 1909ء:

انگریز حکومت کی طرف سے اس آئینی قدم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسے منٹو مارلے اصلاحات کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس قانون کے تحت قانون ساز اداروں میں مزید اصلاحات کی گئیں۔ ان کے ارکان کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ صوبوں کے قانون ساز اداروں میں مثبت تبدیلیاں لائی گئیں۔ کئی صوبوں میں قانون ساز اداروں کے اراکین میں اضافہ کیا گیا۔ اس طرح مرکز اور صوبوں میں قانون ساز کونسلوں میں ہندوستانیوں کو مزید نمائندگی مل گئی۔ اس قانون کے تحت مسلمانون کو جداگانہ طرز انتخابات کا موقع دیا گیا۔ گورنر جنرل کے انتظامی کونسل میں ہندوستانیوں کو پہلی بار نمائندگی دی گئی اس طرح مسٹر ایس پی سنہا پہلا ہندوستانی تھا جسے انتظامی کونسل میں شامل کیا گیا۔

-4 قانون حکومت ہند 1919ء:

اسے مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات بھی کہا جاتا ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعے

-1 سابقہ ایکٹ کی خامیوں کا ازالہ کیا گیا۔

-2 مرکز میں دو ایوان قانون ساز ادارہ بنایا گیا جس میں بعض ارکان منتخب ہوتے تھے اور بعض نامزد۔

-3 ووٹران کے لیے کئی شرائط رکھی گئیں۔

-4 مرکزی مقننہ کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔

-5 صوبوں میں دو عملی نظام رائج کیا گیا۔ بعض وزرا براہ راست گورنر کے ماتحت ہوتے تھے اور بعض صوبائی اسمبلی سے لیے جاتے تھے۔

-6 صوبوں میں کونسل کے تقریباً 70 فی صد ارکان منتخب ہوتے تھے۔

-7 سکھوں کو بھی جداگانہ انتخاب کا حق دیا گیا۔

-8 سیکریٹری آف سٹیٹ (وزیر امور ہند) کے اختیارات کم کیے گئے اور یہ اختیارات ہندوستانی حکومت کو حاصل ہوئے۔

☆☆☆☆

باب دوم

سرسید احمد خاں اور تحریک علی گڑھ

-1 درج ذیل جملوں کو مکمل کریں۔

-1 نومبر 1857ء میں دہلی میں تقریباً چوبیس شہزادوں کو پھانسی دی گئی۔

-2 انگریز جنگ آزادی کے اصل ذمہ دار مسلمانوں ہی کو سمجھ رہے تھے۔

-3 قائداعظم تین بار اسلامیہ کالج تشریف لائے۔

-4 سرسید کا ایک اہم کارنامہ سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام تھا۔

-5 تحریک علی گڑھ کا اساسی نقطہ جدید مغربی تعلیم کو روشناس کروانا تھا۔

جملوں پر صحیح اور غلط کا نشان لگائیں۔

-1 ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے منعقد ہوتا تھا۔ غلط

-2 سرسید کے تعلیمی اداروں نے مولانا محمد علی جوہر جیسے لوگ پیدا کیے۔ غلط

3- پاک وہند میں دو بڑی قومیں یعنی ہندو اور سکھ آباد ہیں۔ غلط
4- انجمن حمایت اسلام کا مقصد انگریزی تعلیم کی ترویج تھا۔ غلط
5- انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں کی آزادی کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ صحیح
6- لکھنو میں 1894ء میں ندوۃ کی بنیاد رکھی گئی۔ صحیح۔ غلط
7- دیوبند کے پہلے مدرس محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ صحیح

3- کالم ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ریشمی	مکہ
شریف	مبلغین
مدرسہ	پشاور
خیبر پختونخوا	رومال
ہندو	حمایت اسلام
عیسائی	پنڈت

جواب:

کالم الف	جواب کالم ب
ریشمی	رومال
شریف	مکہ
مدرسہ	حمایت اسلام
خیبر پختونخوا	پشاور
ہندو	پنڈت
عیسائی	مبلغین

مختصر جوابات

سوال 1: کس پلیٹ فارم سے آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی؟

جواب: 1906ء میں ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے موقع پر سرسلیم اللہ خاں کی تجویز پر آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی۔

سوال 2: سرسید نے مسلمانوں کو کانگریس کی سیاست میں حصہ لینے سے کیوں منع کیا؟

جواب: سرسید احمد خاں نے دیکھا کہ ہندو متعصب ہیں۔ وہ مانگتے تو ہندوستان کے سب لوگوں کے لیے ہیں اور کانگریس کو پورے ہندوستان کی نمائندہ جماعت کہتے ہیں۔ لیکن اس سے فائدہ خود اٹھاتے ہیں۔ اس لیے سرسید احمد خاں نے کہا کہ مسلمان کانگریس کی سیاست سے دور رہیں۔

سوال 3: سرسید سرحد کس کو کہا جاتا تھا اور کیوں؟

جواب: سرسید سرحد صاحبزادہ عبدالقیوم خاں کو کہا جاتا تھا کیونکہ آپ سرسید احمد خاں کے بڑے معتقد تھے اور اپنے دارالعلوم میں سرسید احمد خاں کا نصاب لگوایا۔

سوال 4: مدرسہ دیوبند کی بنیاد کب کہاں اور کس نے رکھی؟

جواب: مدرسہ دیوبند کی بنیاد 1866ء میں دیوبند میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے رکھی۔

سوال 5: مولانا شبلی نعمانی نے ندوۃ کے نصاب میں کیا اہم چیزیں شامل کیں؟

جواب: مولانا شبلی نعمانیؒ نے ندوۃ کے نصاب میں انگریزی اور مذہبی تعلیم رکھی۔

تفصیلی جوابات

سوال 1: سرسید احمد خاں کیوں اور کیسے مسلم انگریز دوستانہ تعلقات کے خواہاں تھے؟

جواب: سرسید احمد خاں کا خیال تھا کہ مسلمان ان پڑھ ہیں۔ انہیں حالات وواقعات سے روشناس کرایا جائے انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مسلمانوں کے زوال کی ایک اہم وجہ جدید مغربی تعلیم سے نفرت اور روایت پسندی ہے اگر مسلمان جدید تعلیم، سائنسی علوم اور انگریزی زبان سے نفرت کرتے رہے تو یہ لوگ زندگی کے دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لئے آپ نے دل وجان سے کوشش کی کہ مسلمانوں کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کریں۔

انگریز۔ مسلمان دوستی کے لیے سرسید کی کوششیں:

سرسید احمد خان حالات کا رخ دیکھ کر مسلمانوں کے لیے ضروری سمجھتے تھے کہ مسلمان انگریزوں کے وفادار رہیں۔ رسالہ اسباب بغاوت ہند میں سرسید نے نہایت خوبی اور حوصلے کے ساتھ 1857ء کی بغاوت کا سبب ہندوستانی باشندوں کی انگریزوں سے بدظنی کو قرار دیا ہے۔ ساتھ ہی بڑی دلیری سے بیان کیا ہے کہ یہ ناگواری اور بدظنی انگریزوں کے بے جا حاکمانہ اور خود پسندی سے پیدا ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دیسی فوج میں انگریزوں سے نفرت کی ابتداء ہندوؤں کے مذہبی تعصبات کی وجہ سے ہوئی۔ بغاوت پر قابو پانے کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے کی انتہا کر دی۔ غیر مسلموں نے انگریزوں کی اس مسلم دشمن پالیسی سے خوب فائدہ اٹھایا۔ یہ واقعات سرسید کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ انہوں نے ''رسالہ اسباب بغاوت ہند'' لکھ کر انگریزوں کے دل سے مسلمانوں کے خلاف جمی ہوئی نفرت مٹانے کی کوشش کی۔ آپ نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت ختم کرنے کے لیے ایک رسالہ احکام اہل کتاب لکھا جس

Scanned with CamScanner

میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ مسلمان انگریزوں کو عیسائی ہونے کی وجہ نصاریٰ بھی کہتے تھے۔ سرسید نے اس لفظ کی تحقیق میں ایک مختصر کتاب لکھی اور یہ ثابت کیا کہ انگریزوں کے لیے یہ لفظ توہین کے خیال سے نہیں بولا جاتا۔ اس طرح انہوں نے اپنی اس کتاب کے ذریعے مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان موجود ایک غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں اور انگریزوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور دوست بنانے کے لیے آپ نے بائبل کی تفسیر (تبیین الکلام) لکھ کر دونوں مذہبوں کے بنیادی اصولوں کی مطابقت کو واضح کیا اور تعصب وتنگ دلی کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اس کتاب میں سرسید نے مسلمان علماء کے نقطہ نظر سے جا بجا اختلاف کیا جس کی وجہ سے مسلمان بھی ناراض ہو گئے۔ سرسید احمد خان نے انگریزوں کے دلوں سے نفرت نکالنے کے لیے 'ہندوستان کے وفادار مسلمان' کے عنوان کے تحت کئی مضامین لکھے۔ ان میں آپ نے مسلمانوں کے ان مخلصانہ خدمات کا ذکر کیا جو انگریز حکومت کی حمایت میں تھے۔

آپ کی خواہش تھی کہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان غلط فہمیاں ختم ہوں۔ اس کا بنیادی مقصد یہ بھی تھا کہ ہندوستان کی دیگر اقوام مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان غلط فہمیوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ انگریزوں سے نفرت کی وجہ سے مسلمان ان کی ثقافت' زبان' تعلیم اور یہاں تک کہ سائنس سے بھی نفرت کرنے لگے۔ یہی سوچ انگریزوں کی بھی مسلمانوں کے متعلق تھی۔ دونوں کے درمیان نفرتوں کی یہ خلیج سرسید کے خیال میں خطرے کی گھنٹی تھی۔ لہٰذا آپ کی کوشش رہی کہ دونوں اقوام کو قریب لایا جائے۔

سرسید نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی کوشش تیز تر کردیں اور انہیں تلقین کی کہ وہ سیاست سے الگ تھلگ رہتے ہوئے پوری توجہ تعلیم پر صرف کریں۔

سوال 2: سرسید احمد خان کیوں جدید تعلیم کو مسلمانوں کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

جواب: 1- سرسید احمد خان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا علاج مغربی تعلیم کے ذریعے سے ہی کیا جاسکتا تھا۔

2- مسلمان جب تک جدید تعلیم حاصل نہیں کریں گے وہ اچھی ملازمتیں حاصل نہیں کرسکیں گے۔ اچھے عہدوں والے ملازم ہی مسلمانوں کی آواز انگریز تک پہنچا سکتے تھے۔

3- جدید تعلیم حاصل کر کے مسلمان توہم پرستی سے چھٹکارا پائیں گے اور اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرسکیں گے۔

4- جدید تعلیم حاصل کر کے وہ انگریزوں کے برابر بیٹھنے کے قابل ہوں گے۔

5- جدید تعلیم ہی سے مسلمان ہندوؤں کا مقابلہ کرسکیں گے۔

6- انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت صرف جدید تعلیم حاصل کر کے ہی دور کی جاسکتی ہے۔

7- سرسید احمد خان کی یہ بھی خواہش تھی کہ مسلمان جدید تعلیم حاصل کر کے جدید حالات وواقعات کے مطابق چلیں۔

سوال 3: علی گڑھ' ندوۃ العلماء اور مدرسہ دیوبند میں فرق کی وضاحت کریں۔

جواب: i- **علی گڑھ:**

سرسید احمد خان کی خواہش تھی کہ مسلمان جدید حالات و واقعات کے مطابق چلیں۔ آپ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کے زوال کی ایک اہم وجہ جدید مغربی تعلیم سے نفرت اور ان کی روایت پسندی ہے۔ اگر مسلمان جدید تعلیم' سائنسی علوم اور انگریزی زبان سے نفرت کرتے رہے تو یہ لوگ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لیے آپ نے دل وجان سے کوشش کی کہ مسلمانوں کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کریں اس کے لیے انہوں نے پہلے مراد آباد سکول کی بنیاد رکھی پھر سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ علی گڑھ میں تبادلے کے بعد 1869ء میں سوسائٹی کا دفتر علی گڑھ منتقل کردیا گیا۔ مئی 1875ء میں محمڈن اینگلو اورینٹیل سکول کا افتتاح کیا گیا دو سال بعد سکول کا درجہ بڑھا کر محمڈن اینگلو اورینٹیل کالج بنا دیا گیا۔

ii- **ندوۃ العلماء:**

تحریک علی گڑھ انگریزی تعلیم پر زور دے رہی تھی اور مدرسہ دیوبند مذہبی تعلیم کے لیے کوشاں تھا۔ ہندوستان کے بعض مسلمان ایک ایسے ادارے کے خواہشمند تھے جس میں انگریزی اور مذہبی تعلیم بیک وقت دی جاسکے۔ لہٰذا لکھنو میں 1894ء میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی ندوۃ نے 1898ء میں کام شروع کیا۔ مولانا شبلی' سید سلیمان ندوی اس ادارے سے وابستہ رہے۔ اس ادارے کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔

1- علمائے اسلام کے درمیان اختلافات کا خاتمہ

2- متوازن نصاب تعلیم وضع کرنا

3- ایسے طلباء پیدا کرنا جو دنیاوی اور دینی تعلیم سے واقف ہوں

4- مسلمانوں کی فلاح کے لیے کام کریں۔

مدرسہ دیوبند: برصغیر کے علمائے کرام نے جب یہ دیکھا کہ تحریک علی گڑھ کے ذریعے مسلمانوں کو مذہبی اور تہذیبی روایات انگریزی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش ہو رہی ہیں تو ان علماء نے مسلمانوں کی مذہبی بیداری کے لیے دیوبند کے مقام پر ایک مذہبی مدرسہ قائم کیا۔ اس مدرسہ کے پہلے مدرس مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔

Scanned with CamScanner

سوال 4: اسلامیہ کالج پشاور پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: اسلامیہ کالج پشاور

سرحد کے مشہور سیاسی رہنما صاحبزادہ عبدالقیوم خان نے جو "سرسید سرحد" پکارے جاتے تھے پشاور سے پانچ میل دور درہ خیبر کی طرف دارالعلوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی جس کا سنگ بنیاد خیبر پختونخوا کے مشہور مجاہد حاجی صاحب ترنگزئی نے 1913ء میں رکھا۔

پختونوں میں تعلیم کو عام رواج دینے، ان میں بیداری اور جذبہ حریت اجاگر کرنے میں دارالعلوم اسلامیہ کالج نے بڑا نمایاں اور ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے۔ صاحبزادہ عبدالقیوم خان سرسید کے پیروکار تھے اور مغربی تعلیم کے علاوہ انگریز دوستی پر یقین رکھتے تھے۔ قائداعظم تین بار اس صوبے میں تشریف لائے اور ہر بار اسلامیہ کالج کے لئے وقت نکالا۔

سوال 5: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔ مدرسہ دیوبند، ندوۃ العلماء، اسلامیہ کالج لاہور، سندھ مدرستہ الاسلام، محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس۔

جواب: دیوبند: ہندوستان کے مسلمانوں نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کی مذہبی اور تہذیبی روایات انگریزی سانچے میں ڈھالی جانے لگی ہیں تو ان علماء نے مسلمانوں کی بیداری کے لیے دیوبند کے مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا یہ مذہبی مدرسہ تھا۔

اس کے بانیوں میں مولانا ذوالفقار علیؒ مولانا فضل الرحمٰنؒ مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ اس مدرسے کی بنیاد بھارت کے صوبہ یوپی کے ضلع سہارنپور کے گاؤں دیوبند میں مئی 1866ء میں رکھی گئی۔ اس کا پہلا مدرس محمد قاسم نانوتویؒ تھے اور پہلے شاگرد مولانا محمود الحسنؒ تھے جنہیں انگریزوں نے شریف مکہ کے ذریعے ریشمی رومال سازش کیس میں حجاز سے گرفتار کر کے ریاست مالٹا میں قید کیا تھا۔ انار کے ایک درخت کے نیچے کلاس لگتی تھی۔ اس ادارے سے فارغ علماء دنیا بھر میں مسلمانوں کی دینی خدمت میں مصروف ہیں۔ مصر کے جامع الازہر کے بعد یہ دنیا کی دوسری بڑی اسلامی درسگاہ ہے۔ اس مدرسے سے فارغ علماء نے دنیا بھر میں دین اسلام کی شمع روشن کی۔

دیوبند مدرسے کو قائم کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کو مغربی یلغار کا سامنا تھا۔ انگریزوں اور دیگر سازشیوں کے ہاتھوں مسلمانوں اور دین اسلام کو شدید خطرات لاحق تھے۔ مسلمانوں کی سماجی، معاشی، ثقافتی اور سیاسی زندگی زوال پذیر تھی۔ عیسائی مبلغین اور آریہ سماج کے پنڈت اسلام کو کچلنے کے درپے تھے۔ اس لئے مسلمانوں اور دین اسلام کی بقاء اور سربلندی کے لئے دیوبند نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ دوسرا اہم سبب تحریک علی گڑھ کا رد عمل تھا۔ اکثر علماء سرسید کی اس تحریک کے مخالف تھے کیونکہ یہ محض دنیاوی علم کے لئے بھی اور مسلمانوں کو مذہبی تعلیم کی سخت ضرورت تھی۔ چونکہ تحریک علی گڑھ کا اساسی نقطہ جدید انگریزی تعلیم کو روشناس کروانا تھا اور اسے انگریزوں کی حمایت بھی حاصل رہی تو اس لئے برصغیر کے علماء اس تحریک سے خائف تھے۔ مزید یہ کہ سرسید کے بعض مذہبی عقائد بھی قابل اعتراض تھے اور اس کا اثر ان کے طلباء پر بھی ہوتا تھا اس لئے علمائے ہند نے اس کے رد عمل میں ایک مذہبی ادارے کے قیام کا فیصلہ کیا جو یقیناً ایک مفید فیصلہ ثابت ہوا۔ تحریک علی گڑھ کی بنیاد مغربی تعلیم اور انگریز مسلمان اتحاد پر تھا۔ علمائے دیوبند سمجھتے تھے کہ انگریز کے خلاف جہاد مسلمانوں پر فرض ہے اور اس قسم کے مجاہد محض دیوبند ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح مدرسہ دیوبند کے قیام سے پاک وہند میں مسلمانوں کے دو مختلف مکتبہ فکر سامنے آئے۔ ایک تحریک علی گڑھ جو دنیاوی مغربی تعلیم اور انگریز دوست پالیسی پر گامزن تھا اور دوسرا اس کا رد عمل یعنی مدرسہ دیوبند جو خالص مذہبی تعلیم پر قائم تھا۔

ندوۃ العلماء: (Nadvatul Ulama)

ایک طرف علی گڑھ انگریزی تعلیم پر زور دیا کرتا تھا اور دوسری طرف مدرسہ دیوبند مذہبی تعلیم کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ ہندوستان کے بعض مسلمان ایک ایسے ادارے کے خواہشمند تھے جس میں انگریزی اور مذہبی تعلیم بیک وقت دی جا سکے۔ لہٰذا لکھنو میں 1894ء میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ ندوۃ نے 1898ء میں کام کرنا شروع کیا۔ ابتداء میں اس ادارے کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن شاہ جہان پور کے شرفاء اور بھوپال وحیدر آباد کی حکومتوں نے خوب مالی تعاون کیا۔ مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی اس ادارے سے وابستہ رہے ہیں۔

اسلامیہ کالج لاہور

انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں کی آزادی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ انجمن حمایت اسلام نے لاہور میں کئی کالج قائم کئے جن میں دو مردانہ کالج، ایک زنانہ کالج، ایک لاء کالج اور ایک طبیہ کالج شامل ہیں۔ تعلیم بالغان کے مراکز اور کئی ہائی سکول قائم کئے گئے۔ اس تحریک کے پلیٹ فارم سے 1907ء میں افغانستان کے بادشاہ حبیب اللہ خان نے اسلامیہ کالج لاہور کی بنیاد رکھی۔ انجمن حمایت اسلام کا منبع تحریک علی گڑھ میں تھا اس لئے اس کے نصاب کا رجحان زیادہ دنیاوی تعلیم کی طرف تھا۔

سندھ مدرستہ الاسلام (Sind Madrassa-tul- Islam)

سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی ابتری کو دور کرنے کے لیے جس شخصیت نے سرسید سے متاثر ہو کر اپنی جدوجہد کا آغاز کیا وہ حسن علی آفندی تھے۔ آپ نے سندھ کے چند دیگر اصحاب سے مل کر سندھ مدرستہ الاسلام کے نام سے ایک سکول کراچی میں جاری کیا۔ اس کا آغاز ایم

Scanned with CamScanner

اے او کالج علی گڑھ کے طرز پر ستمبر 1885ء میں کیا گیا۔ حسن علی آفندی نے یہ تعلیمی ادارہ سرسید احمد خان کی مشاورت سے ایم اے او کالج کے دورے کے بعد قائم کیا۔

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور اس کے مقاصد

پاک و ہند کے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لیے سرسید نے 1886ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس قائم کی۔ اس کانفرنس کے مقاصد میں مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دلانے کی کوشش کرنا، مسلمانوں کے جاری کردہ انگریزی مدارس میں مذہبی تعلیم کے حالات معلوم کرنا اور اس کی ترقی کے لیے کوشش کرنا، علوم شرقیہ اور دینیات کی تعلیم کو عام کرنے میں علماء کی مدد کرنا اور اس کو جاری رکھنے اور پھیلانے کی مناسب تدابیر اختیار کرنا اور مذہبی تعلیمی اداروں کے زوال کے اسباب معلوم کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ تعلیم کے علاوہ ایک اور اہم مقصد مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنا بھی تھا۔

ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہوتا تھا جس میں مسلمانوں کے تعلیمی مسائل پر غور و خوض کیا جاتا تھا۔ اس کانفرنس کے ذریعے تحریک علی گڑھ کا پیغام پاک و ہند کے کونے کونے تک پہنچایا گیا۔ سرسید احمد خان اس کانفرنس کے روح رواں تھے۔ انہوں نے دس سال تک کانفرنس کی سیکرٹری شپ کے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے جلسوں میں مولانا شبلی اور مولانا حالی اپنی نظموں اور محسن الملک اور مولوی نذیر احمد اپنی تقاریر وغیرہ کے ذریعے عام مسلمانوں میں غیرت اور حوصلہ مندی کے جذبات ابھارتے تھے۔

سوال 6: سرسید احمد خاں کی سیاسی خدمات پر ایک نوٹ لکھیں۔

جواب: سرسید احمد خان کی سیاسی خدمات

سرسید کا دو قومی نظریہ (Two Nation Theory)

سرسید احمد خان ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے حالات رونما ہوئے خصوصاً ہندی اردو تنازعہ جن کی وجہ سے سرسید بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندو مسلم اتحاد کسی دیوانے کے خواب سے کم نہیں۔ آپ نے واضح الفاظ میں کہا کہ ہند میں دو بڑی قومیں یعنی ہندو اور مسلمان آباد ہیں اور دونوں کے مفادات جدا بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان کی روایات، رسم و رواج، طور طریقے اور سب سے بڑی بات یہ کہ مذاہب جدا ہیں۔ الغرض یہ دونوں جدا جدا قومیتیں ہیں اور ان کے سیاسی راستے بھی جدا ہیں۔ اس وجہ سے آپ دو قومی نظریئے کے خالق مانے جاتے ہیں۔

دو قومی نظریہ نے مسلمانان ہند کو سوچنے پر مجبور کیا کہ ہندو مسلم مسئلے کے دائمی حل کے لئے کیوں نہ مخصوص راستے اپنائے جائیں۔

علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد 1930ء میں دراصل سرسید کے دو قومی نظریئے کی تشریح اور مزید وضاحت کی گئی۔ اس میں سرسید کی سوچ کو عملی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی یعنی اقبال نے سرسید احمد خان کے خیال کو آگے بڑھایا۔ 23 مارچ 1940ء کو قرارداد لاہور کے ذریعے سرسید اور اقبال کی سوچ کو ایک نصب العین کے طور پر پیش کیا گیا۔ تخلیق پاکستان کا تصور دراصل سرسید احمد خان کے دو قومی نظریئے سے شروع ہو کر خطبہ الہ آباد اور قرارداد لاہور کی شکل میں پھلا پھولا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان کی تشکیل کی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

☆☆☆☆☆

باب سوم

برطانوی ہند میں سیاسی بیداری

حصہ اول معروضی

1- خالی جگہوں کو مناسب الفاظ چن کر پر کریں۔

1- بیسویں صدی کے اوائل میں .... کی سربراہی مہاتما گاندھی کو دی گئی۔

(i) مسلم لیگ ✓ (ii) خلافت کمیٹی

2- آل انڈیا مسلم لیگ بنانے کی تجویز .... نے ہی پیش کی۔

(iii) سرسلیم اللہ خان ✓ (iv) علامہ اقبال

3- خلافت عثمانیہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا .... مرکز تھا۔

(i) روحانی ✓ (ii) ثقافتی

4- مہاتما گاندھی .... کا علمبردار تھے۔

(iii) عدم تشدد ✓ (iv) امن

5- پہلی جنگ عظیم .... میں شروع ہوئی اور 1918ء میں ختم ہوئی۔

(i) 1913ء (ii) 1914ء ✓

(iii) 1915ء (iv) 1916ء

2- صحیح اور غلط جملوں پر نشان لگائیں۔

1- شملہ وفد کا اہم مقصد جداگانہ نمائندگی کے اصول کو انگریزوں سے منوانا تھا۔ صحیح

2- 1916ء میں لکھنو کے مقام پر کانگریس اور مسلم لیگ میں ایک معاہدہ ہوا۔ صحیح

3- بنگال اور پنجاب میں مسلمان اکثریت میں تھے۔ صحیح

4- 1918ء میں پہلی جنگ عظیم انگریزوں کی جیت پر ختم ہوئی۔ صحیح

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

-5 محمد علی جوہر نے تحریک خلافت کے دوران زبردست کردار ادا کیا۔ صحیح

-6 مصطفےٰ کمال اتاترک نے ترکی میں انقلاب برپا کیا۔ صحیح

-7 ریشمی رومال تحریک 1905ء میں شروع کی گئی۔ غلط

-8 خلافت کمیٹی اور کانگریس نے قانون 1919ء کے تحت انتخابات میں حصہ لیا۔ غلط

-3 کالم ملائیں۔

کالم الف	کالم
ریشمی	عثمانیہ
تحریک	کونسل
شیخ الہند	رومال
خلافت	خلافت
امپیریل	اصلاحات
شملہ	مولانا محمود الحسن
مانٹیگو چیمسفورڈ	وفد

جواب:

کالم الف	جواب کالم ب
ریشمی	رومال
تحریک	خلافت
شیخ الہند	مولانا محمود الحسن
خلافت	عثمانیہ
امپیریل	کونسل
شملہ	وفد
مانٹیوچمسفورڈ	اصلاحات

مختصر جوابات

سوال 1: آل انڈیا کانگرس کب اور کس نے قائم کی؟

جواب: آل انڈیا کانگرس ایک انگریز افسر او ہیوم نے 1885ء میں قائم کی

سوال 2: تنسیخ تقسیم بنگال کب کہاں اور کس نے کی؟

جواب: تنسیخ تقسیم بنگال بادشاہ جارج پنجم نے 1911ء میں دہلی کے دربار میں کی۔

سوال 3: سودیشی تحریک سے کیا مراد ہے؟

جواب: تحریک ہندوؤں نے شروع کی تاکہ انگریز کو تقسیم بنگال کا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کیا جائے اس تحریک میں مقامی طور پر بنائی گئی اشیاء کے علاوہ برطانوی مال کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں نے ولائتی کپڑے اور دوسری اشیاء خریدنا بند کردیا۔ اس طرح ہندوستان میں ولایتی مال کی تجارت کو بڑا دھچکا لگا۔

سوال 4: آل انڈیا مسلم لیگ کب کہاں اور کس نے بنائی؟

جواب: دسمبر 1906ء میں ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کے اجلاس میں سر سلیم اللہ خان کی تجویز پر بنی۔

سوال 5: ریشمی رومال تحریک سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں پر بڑے ظلم ڈھائے ان کا جینا دوبھر کر دیا۔ کئی مجاہدوں کو توپوں سے باندھ کر اڑایا گیا۔ شہزادوں کے سر قلم کیے گئے۔ مسجدوں کو انتقامی طور پر مسمار کیا گیا۔ اس لیے شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ہندوستان کے دیگر علمائے دیوبند کی مشاورت سے انگریزوں کے خلاف ایک تحریک شروع کی جسے ریشمی رومال تحریک کا نام دیا گیا۔ یہ تحریک 1915ء میں شروع کی گئی اور اس کا بنیادی مقصد پاک و ہند سے انگریز سامراج کو نکالنا اور یہاں آزاد قومی حکومت کا قیام تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے عالمی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور کئی ممالک برما، چین، جاپان، فرانس اور جرمنی غیرہ میں وفود بھیجے۔ اس تحریک کا صدر دفتر کابل میں قائم کیا گیا۔

محمود الحسن نے ترکی اور جرمنی کے ساتھ کابل کے راستے ہندوستان پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس سلسلے میں مولانا عبیداللہ سندھی نے افغانستان کے بادشاہ حبیب اللہ خاں سے ترکی اور افغانستان کے درمیان ایک معاہدہ کرایا۔ اس معاہدے کو ایک ریشمی کپڑے پر لکھا گیا جو ایک گز لمبا ایک گز چوڑا زرد رنگ کا تھا۔ اسے ریشمی رومال کہا جاتا تھا۔ اس پر ہندوستان پر حملے کی تاریخ 19 فروری 1917ء درج تھی۔ مگر افسوس کہ چند سازشیوں کی وجہ سے یہ رومال پکڑا گیا۔ انگریزوں نے اس تحریک کے قائدین کو گرفتار کرلیا۔

تفصیلی جوابات

سوال 1: آل انڈیا نیشنل کانگریس کے قیام کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: آل انڈیا نیشنل کانگریس کے قیام کا پس منظر:

برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں پہلی بار جو سیاسی جماعت بنائی گئی وہ تھی آل انڈیا نیشنل کانگریس۔ اس جماعت کی بنیاد سول سروس کے ایک ریٹائرڈ انگریز افسر اے او ہیوم نے 1885ء میں رکھی۔ ہیوم کی خواہش تھی کہ پاک و ہند کے اہم افراد کو جمع کر کے ملک کے معاشرتی مسائل پر بحث کی جائے۔ لارڈ کرزن نے اسے مشورہ دیا کہ مجوزہ

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

جماعت اگر اپوزیشن کا کردار ادا کرے اور حکومت کی نظم و نسق کی نشاندہی کرے تو یہ اچھا ہوگا۔ اس طرح کانگریس پاک و ہند کے عوام کی بے چینی کے قانونی اور پر امن انداز میں اظہار کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کی جماعت انگریز سامراجیت کی حمایت نہ کرے بلکہ پاک و ہند کے عوام کی خدمت کرے۔

مقاصد: (Objectives)

کانگریس کا پہلا اجلاس دسمبر 1885ء میں بمبئی میں منعقد کیا گیا۔ اس جماعت کی تشکیل کے اہم مقاصد درج ذیل تھے۔

1- پاک و ہند کے سنجیدہ افراد کے درمیان دوستانہ تعلقات کا قیام۔

2- محب وطن افراد کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کر کے نسل و عقیدہ اور صوبائی تعصبات کو ختم کرنا۔ قومی اتحاد کے جذبات کو فروغ دینا۔

3- ملک کے اہم سماجی معاملات پر تعلیم یافتہ افراد کے خیالات کو تحریر میں لانا۔

4- سیاستدانوں کا مفاد عامہ کے لئے کام کرنا۔

سوال 2: تقسیم بنگال کیوں ہوئی اس کے اہم اثرات کیا تھے؟

جواب: تقسیم بنگال کا پس منظر (Background)

ہندوستان کی تاریخ میں بنگال کی تقسیم ایک انتہائی اہم واقعہ ہے۔ اس تقسیم نے برصغیر کی سیاست پر اہم اثرات مرتب کئے۔ بنگال کی تقسیم نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے راستے جدا کئے۔ دراصل بنگال ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ تھا اور ایک لیفٹیننٹ گورنر کے لئے یہ وسیع و عریض صوبہ کنٹرول کرنا ناممکن تھا۔ اس وقت بنگال موجودہ بنگلہ دیش کے علاوہ بہار اور اڑیسہ صوبوں پر مشتمل تھا۔ اس صوبے کا کل رقبہ 189000 مربع میل تھا اور اس کی آبادی تقریباً 80 ملین افراد پر مشتمل تھی۔ وزیر امور ہند نے جون 1905ء میں تقسیم بنگال کی منظوری دے دی۔ اس طرح مشرقی بنگال جو آسام، چٹاگانگ، میمن سنگ اور ڈھاکہ ڈویژن پر مشتمل تھا ایک نئے صوبے کے طور پر وجود پذیر ہوا۔ اس صوبے کا کل رقبہ 106540 مربع میل تھا اور اس کی آبادی 21 ملین تھی جس میں 18 ملین مسلمان تھے۔ لہٰذا یہ مسلمان اکثریتی صوبہ تھا۔

بنگال کی تقسیم کی وجوہات:

1- انتظامی حوالے سے بنگال کی نگرانی حکومت کے لئے ناممکن تھی کیونکہ یہ بہت بڑا صوبہ تھا۔

2- دوسرا سبب اڑیسہ صوبے کا قیام تھا کیونکہ ان لوگوں کی ثقافت اور زبان وغیرہ بنگال کے لوگوں سے مختلف تھی۔

تقسیم بنگال پر ردعمل: اگرچہ انگریزوں نے اس صوبے کو انتظامی مشکلات کی وجہ سے تقسیم کیا تھا لیکن اس صورت حال نے سارے ہندوستان کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ اس تقسیم سے زیادہ فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور مسلمان سیاسی طور پر بیدار ہونے لگے۔

مسلمانوں کا ردعمل:

اس تقسیم سے بنگال کے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ ان کو اپنا ایک صوبہ حاصل ہوا یعنی مشرقی بنگال جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ مسلمان اس لئے خوش تھے کہ ایک تو ہندوستان میں ایک مسلمان اکثریتی صوبے کا اضافہ ہوا جہاں اب مسلمانوں کی صوبائی حکومت بن سکتی تھی۔ وہ سیاسی طور پر ہندوؤں کی اجارہ داری سے نجات حاصل کر گئے۔ اس لئے نئے صوبے کے وجود سے مسلمانوں کی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے امکانات پیدا ہوئے۔ متحدہ بنگال میں مسلمان صدیوں سے ہندو اکثریت کے تابع تھے۔ ہندو انگریزی قانون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زمین، جائیداد، تجارت الغرض ہر شعبہ زندگی پر قابض تھے۔ مسلمان مایوسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس طرح تقسیم سے ان کی سماجی زندگی میں بھی بہتری کے امکانات موجود تھے۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس تقسیم پر جشن منایا۔

کانگریس اور ہندوؤں کا ردعمل:

اس تقسیم پر تمام ہندو تنظیموں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے بنگال کی تقسیم مادر وطن کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سازش قرار دی۔ ہندو انتہا پسند قائدین نے اس تقسیم کے خلاف باقاعدہ تحریکیں شروع کیں۔ ان میں آریہ سماج اور دیگر تحریکیں قابل ذکر ہیں۔ خونریزی، تشدد اور شدید قسم کی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ تقسیم بنگال سے ہندو جاگیردار، تاجر، کارخانہ دار اور سیاستدان خائف تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کی اکثریتی صوبے میں ان کے مفادات کو شدید خطرہ لاحق تھا۔

ایک ہندو لیڈر مہاراجہ مہندرہ چندرنندی نے کہا کہ "نئے صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی اور ہندو اقلیت میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ہم اپنے ہی ملک میں غلام بن جائیں گے۔

سودیشی تحریک (Swadeshi Movement)

یہ تحریک ہندوؤں نے شروع کی تاکہ انگریزوں کو تقسیم بنگال کا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کیا جائے۔ اس تحریک میں مقامی طور پر بنائی گئی اشیاء کے استعمال کی تاکید کی گئی اور برطانوی مال کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ لوگوں نے ولایتی کپڑے اور دیگر مصنوعات لینا بند کیا۔ انگریزوں سے نفرت کے اظہار کے لئے لوگ ولایتی کپڑے اور سامان گھروں سے باہر لا کر ڈھیر بناتے اور اسے آگ لگاتے۔ نہ صرف انگریزی اشیاء کا بائیکاٹ کیا گیا بلکہ اس کے مقابلے میں ہندوستانی اشیاء اور کھدر کے

استعمال کی تاکید بھی کی جاتی تھی۔ اس طرح ہندوستان میں ولایتی مال کے فروخت کو سخت دھچکا لگا۔

تنسیخ تقسیم بنگال 1911ء:

ہندوؤں کے زبردست احتجاج کے بعد انگریزوں نے بنگال کی تقسیم کا فیصلہ واپس لے لیا۔ 1911ء میں برطانیہ کے بادشاہ جارج پنجم رسم تاج پوشی کے لئے دہلی آئے تھے اور وہاں دہلی دربار میں بادشاہ نے بنگال کی تقسیم ختم کرنے کا اعلان کیا۔ بنگال کی تقسیم کا فیصلہ واپس لینے سے یہاں کی سیاست پر کئی ایک اثرات مرتب ہوئے جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

1- **ہندو مسلمان اتحاد کا خاتمہ:** بنگال کی تقسیم اور اس کی منسوخی سے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ اس طرح ہندوستان میں ان دو بڑی قومیتوں کے درمیان اتحاد کے امکانات تقریباً ختم ہو گئے۔ اگرچہ تقسیم کا مطالبہ مسلمانوں نے نہیں کیا تھا بلکہ انگریز نے انتظامی مشکلات یا دیگر نامعلوم سیاسی مصلحتوں کی بناء پر یہ فیصلہ کیا تھا۔

2- **مسلمان اور انگریزوں کے تعلقات پر اثر:** تقسیم بنگال کی تنسیخ سے مسلمانوں کو برطانوی سامراج کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہوا۔ مسلمان قائدین کے دلوں میں ہندو اور انگریز سے اعتماد اٹھتا گیا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تقسیم بنگال کے خلاف سب سے زیادہ متحرک جماعت آل انڈیا کانگریس تھی۔

سوال 3: شملہ وفد کی اہم گزارشات کیا تھیں۔

جواب: شملہ وفد کی گزارشات:

1- جداگانہ طریقہ انتخاب رائج کیا جائے۔

2- مسلمانوں کو آبادی کی بنیاد پر نمائندگی کے علاوہ ان کی تاریخی اہمیت اور سیاسی حیثیت کی بناء پر کچھ زیادہ نمائندگی دی جائے۔

3- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔

4- یونیورسٹیوں کے نظم و نسق میں مسلمانوں کو نمائندگی دی جائے۔

5- مسلمانوں کی یونیورسٹی قائم کرنے کے لیے امداد دی جائے۔

وائسرائے نے وفد کے مطالبات کو توجہ اور ہمدردی سے ساتھ سنا۔ انہیں بتایا گیا کہ آئندہ اصلاحات میں مسلمانوں کے مطالبات کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جب حکومت نے 1909ء میں قانونی اصلاحات نافذ کیں تو مسلمانوں کے جداگانہ طرز انتخاب کا مطالبہ اس میں شامل کیا گیا تھا۔

سوال 4: آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے اسباب کیا تھے؟

جواب: 1- ہندوستانی مسلمانوں کا تحفظ:

تقسیم بنگال سے ہندو شدید ذہنی کوفت کا شکار تھے۔ انہوں نے مسلمانوں سے انتقام لینا شروع کیا۔ انگریز بھی مسلمانوں ہی کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتے تھے اور ان کو تباہ کرنے کی کوشش میں تھے۔ لہٰذا مسلمانان پاک و ہند کا یہاں کے دیگر اقوام، ہندوؤں اور انگریز سے تحفظ کے لیے ایک نمائندہ مسلمان سیاسی جماعت کی ضرورت تھی۔

2- **مسلمانوں میں یکجہتی:** مسلم لیگ کے قیام کی ایک اہم وجہ ہندوستانی مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے عناصر پیدا کرنے تھے۔ ان کی سیاسی قوت کو ملکی و عالمی سطح پر منوانے کے لئے سیاسی پلیٹ فارم کی ضرورت تھی۔

3- **معاشی حقوق کا تحفظ:** جنگ آزادی 1857ء میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریز حکومت نے مسلمانوں کو انتقام کا نشانہ بنایا۔ مسلمانوں کو معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑا۔ ملازمتوں اور تجارت میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا۔ ان حقوق کے تحفظ کے لیے ایک ملک گیر سیاسی جماعت کی ضرورت تھی۔

4- **تہذیبی، ثقافتی اور سماجی ورثے کا تحفظ:** کسی قوم کو برباد کرنے کے لیے اس قوم کی تہذیب، ثقافت اور سماج کو کمزور کرنا یا تباہ کرنا لازمی ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو کچلنے کے لیے انگریزوں اور ہندوؤں نے یہی طریقہ اپنایا۔ مسلمانوں کی اقدار اور روایات کو زندہ رکھنے کے لئے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت تھی۔

5- **تقسیم بنگال:** مشرقی بنگال کی شکل میں مسلمانوں کے نئے صوبے نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور ان کی قیادت کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ تقسیم سے مسلمانوں کو سیاسی فائدہ پہنچا۔ مسلمان قیادت چاہتی تھی کہ سیاسی جماعت بنا کر منظم انداز میں حکومت سے دیگر سیاسی اصلاحات و فوائد حاصل کئے جائیں۔

6- **شملہ وفد:** مسلم لیگ کے قیام کا ایک سیاسی سبب یہ تھا کہ مسلمانان ہند نے وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں (اکتوبر 1906ء) میں ملاقات کی۔ وائسرائے نے وفد کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا۔ اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے باقاعدہ طور پر ایک سیاسی جماعت بنانے کا عزم کیا تاکہ مسلمانوں کے سیاسی مفادات کو منظم انداز میں پیش کیا جا سکے۔

7- **سیاسی مفادات:** ہندوستان میں مسلمانوں کے کچھ مخصوص سیاسی مفادات تھے مثلاً سول سروس میں مسلمانوں کے لیے کوٹہ، عدالتوں میں مسلمان ججوں کا تقرر، اردو زبان کا تحفظ، وائسرائے کونسل اور قانون ساز اداروں میں مسلمانوں کی جائز نمائندگی اور جداگانہ طریقہ انتخاب وغیرہ۔ ان مطالبات کو منظم انداز میں پیش کرنے کے لیے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت تھی۔

8- **سرسید کی ہدایت:** سرسید احمد خان جو کبھی ہندو مسلم اتحاد کے

Scanned with CamScanner

زبردست حامی تھے نے مسلمانان ہند کو مشورہ دیا کہ وہ کانگریس سے دور رہیں۔ سرسید احمد خان نے دو قومی نظریہ کا تصور پیش کر کے مسلم لیگ کے قیام کے لیے راستہ ہموار کیا۔

مسلم لیگ کا قیام اور مقاصد

30 دسمبر 1906ء کو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے ایک قرارداد کے ذریعے آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کا اعلان کیا اور اسی قرارداد میں مسلم لیگ کے تین مقاصد بتائے گئے۔

1- مسلمانان ہند کے دلوں میں انگریز حکومت کے لیے وفاداری کا احساس پیدا کرنا اور دونوں کے درمیان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا۔ دونوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنا۔

2- مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنا اور ان کے مسائل اور خواہشات حکومت تک پہنچانا۔

3- درج بالا دو مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر ہندوستان کی دوسری قومیتوں کے درمیان اتحاد اور تعاون کی فضا پیدا کرنا۔

سوال: تحریک خلافت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔ اثرات و نتائج لکھیں۔

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ کے جانشین مقرر کرنے کے طریقے کو خلافت کہتے ہیں۔ پہلے چار خلیفوں کے عہد کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔

تحریک خلافت کے مقاصد

1- **خلافت عثمانیہ:** خلافت عثمانیہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا روحانی مرکز تھا۔ دنیا بھر میں خلیفہ کے نام پر نماز جمعہ کے خطبے پڑھے جاتے تھے۔ خلافت عثمانیہ سے مسلمانوں کا دلی اور جذباتی لگاؤ تھا۔ ترکی کی شکست کی صورت میں انگریز اور اس کے اتحادی خلافت کو ختم کر سکتے تھے۔ لہٰذا ہندی مسلمانوں نے اس شرط پر انگریزوں کا ساتھ دیا کہ جنگ کے بعد خلافت عثمانیہ کو برقرار رکھا جائے گا۔

2- **علاقائی سالمیت:** سلطنت عثمانیہ ایک بڑی اسلامی ریاست تھی۔ جنگ ہارنے کے بعد اتحادی ضرور اسے تسلیم کرتے۔ اس لئے مسلمانان ہند نے انگریزوں کی مدد اس شرط پر کی کہ سلطنت عثمانیہ کی علاقائی سالمیت برقرار رکھی جائے گی۔

3- **مقامات مقدسہ:** جنگ جیتنے کے بعد مسلمانوں کے جتنے بھی مقدس مقامات ہیں ان کا تحفظ کیا جائے گا۔

1918ء میں پہلی جنگ عظیم انگریزوں کی جیت پر ختم ہوئی۔ ترکی ایک مسلمان ریاست تھی اور انگریز صرف مسلمانوں کو انتقام کا نشانہ بنانا چاہتے تھے۔ برطانوی وزیر اعظم لائیڈ جارج نے اس فتح کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں شکست کھانے کا بدلہ قرار دیا۔ 1919ء میں ہونے والے امن معاہدات میں ترکی پر سخت شرائط عائد کی گئیں۔ ترکی کے حصے بخرے کروانے کی سازشیں کی گئیں۔ جنگ کے دوران انگریزوں نے ہندوستانی خزانے سے تقریباً ڈیڑھ ارب روپے خرچ کیے تھے۔ جنگ میں 8 لاکھ ہندوستانی سپاہیوں اور 4 لاکھ غیر فوجی امداد حاصل کی تھی اور جنگ کے خاتمہ پر ہندوستانی عوام کی مدد کے اعتراف میں انگریز حکومت نے قانون حکومت ہند 1919ء نافذ کیا تھا۔ لیکن جنگ کے خاتمے سے پہلے تسلیم شدہ شرائط سے روگردانی کرنے لگے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر نے انگریزوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے تحریک خلافت شروع کی۔

اکتوبر 1919ء میں تحریک کو ملک بھر میں منظم کیا گیا۔ امرتسر میں مسلم لیگ اور کانگریس کے مشترکہ اجلاس میں خلافت کمیٹی قائم کی گئی۔ کانگریس کے سربراہ مہاتما گاندھی نے مسلمانوں کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ ملک بھر میں احتجاجی ریلیاں منعقد ہوئیں۔ جنوری 1920ء میں ایک وفد وائسرائے ہند سے ملا لیکن ناکام رہا۔ مارچ 1920ء میں محمد علی جوہر کی قیادت میں ایک وفد ہندوستان سے برطانیہ اور فرانس گیا لیکن ناکام ہوا۔ محمد علی جوہر نے تحریک کے دوران زبردست کردار ادا کیا۔ ایچ جی ویلز کے الفاظ میں ”محمد علی جوہر کے سینے میں نپولین کا دل، منہ میں برک کی زبان اور ہاتھ میں میکالے کا قلم۔“ انگریزوں کی وعدہ خلافی پر ملک بھر میں زبردست تحریک چلائی گئی۔ گاندھی جی کی تحریک عدم تعاون بھی زوروں پر تھی اور نزدیک تھا کہ انگریز برصغیر سے بھاگ جاتے لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے یہ تحریک ناکام ہوئی۔

تحریک ہجرت: 1919ء میں علمائے ہند نے ایک فتویٰ جاری کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور مسلمانوں کا اس ملک میں رہنا مذہب کے خلاف ہے۔ ہندوستان کے ہزاروں افراد نے افغانستان کی طرف ہجرت کی۔ حکومت افغانستان نے ان مہاجرین کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا۔ چونکہ یہ تحریک جذباتی تھی اور بہت سارے قائدین اس سے متفق نہ تھے۔ اس لئے جب مہاجرین افغانستان میں جمع ہوئے تو وہاں کوئی ٹھوس پروگرام نہ بن سکا کہ آگے کیا کرنا ہے؟ حکومت افغانستان اتنے سارے مہاجرین کو سنبھال نہیں سکتی تھی اور نہ مضبوط انگریز ریاست ہند سے مہاجرین کی خاطر ٹکر لے سکتی تھی۔ اس لئے افغان حکومت نے اس تحریک کی حمایت سے گریز کیا۔ نتیجتاً یہ مہاجر قافلے بہت خراب حالت میں واپس ہوئے۔ اس سے تحریک خلافت کو بڑا دھچکا لگا۔

قانون 1919ء صوبوں میں دو عملی نظام کا تعارف

دو عملی نظام (Diarchy)

مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات۔ 1910ء کے بعد پاک و ہند میں کئی واقعات رونما ہو چکے تھے۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ ماضی کے

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

مقابلے میں کچھ زیادہ قابل قبول اصلاحات رائج کی جائیں۔ اس لئے 1919ء میں مانیگو چمسفورڈ اصلاحات نافذ کی گئیں۔ ان اصلاحات کے ذریعے صوبوں میں دوعملی نظام رائج کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کئی وزراء اوران کے محکمے براہ راست گورنر کے کنٹرول میں ہوتے تھے جبکہ کئی وزراء اوران کے محکمے اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوا کرتے تھے۔ گورنر کے وزراء کونسل اسمبلی کے سامنے جواب دہ نہیں تھے اور یہ براہ راست انگریزوں کے زیرنگرانی رہتے۔ اسمبلی کے وزراء منتخب اسمبلی سے لئے جاتے تھے اور اسمبلی ہی کے سامنے جواب دہ ہوتے تھے۔

اگر چہ یہ اصلاحات سابقہ اصلاحات کی نسبت زیادہ جمہوری تھیں لیکن پھر بھی عوام کو قابل قبول نہیں تھیں۔ پاک و ہند کی سیاسی جماعتیں ایک ذمہ دار حکومت کی قیام کا مطالبہ کررہی تھیں۔ اس قانون میں بھی گورنر جنرل اور صوبائی گورنرز کی بالادستی برقرار تھی۔ صوبوں میں دوعملی نظام مفید نہیں تھا۔ سرکاری ملازمین وزراء کے ماتحت نہیں تھے۔ اس نظام نے پنجاب اور بنگال میں خصوصی مشکلات پیدا کیں۔ پھر بھی یہ قانون پاک و ہند میں ذمہ دارانہ سیاسی نظام کی طرف ایک قدم تھا۔

سول نافرمانی / عدم تعاون کی تحریک (22-1920ء)

سول نافرمانی اور عدم تعاون تحریکیں مہاتما موہن داس کرم چند گاندھی اور مولانا محمد علی جوہر کے زیرنگرانی مشترکہ طور پر چلائے گئے۔ کانگریس نے اپنے اجلاس منعقدہ 1920ء میں مشترکہ طور پر انگریزوں کے خلاف عدم تعاون تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔ تحریک کے اہم نکات کچھ یوں تھے:

1- حکومت کے عطاء کردہ تمام اعزازات کو واپس کرنا۔
2- مقامی حکومت کے نامزد کردہ عہدوں سے استعفیٰ دینا۔
3- حکومتی اجلاسوں اور پروگراموں کا بائیکاٹ کرنا۔
4- طلباء کو سرکاری تعلیمی اداروں سے نکالنا۔
5- فوج میں ملازمت اختیار نہ کرنا۔
6- ملکی کپڑا پہننا اور ولایتی لباس نہ پہننا۔
7- عدالتوں کا بائیکاٹ کرنا۔

اس تحریک میں ہندو اور مسلمانوں نے بھرپور حصہ لیا۔ گاندھی اور مولانا محمد علی جوہر نے ملک بھر کے عوام میں بیداری پیدا کی۔ پیش کردہ نکات پر عمل کیا گیا۔ چالیس لاکھ رضا کاروں نے تحریک کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ خلافت کمیٹی اور کانگریس نے قانون 1919ء کے تحت انتخابات میں حصہ لینے سے انکار کیا۔ حکومت کو تقریباً مفلوج کر دیا گیا۔ اس تحریک کے دوران زبردست جوش وخروش دیکھا گیا۔

تحریک خلافت کا خاتمہ

ریاست مالابار کے ایک گاؤں موپلا میں کسی بات پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فسادات شروع ہوئے اور یہ فسادات سارے ہندوستان میں پھیلنا شروع ہوئے۔ اس سے ہندو مسلم اتحاد کو اور نتیجتاً تحریک خلافت کو بڑا نقصان پہنچا۔ باہمی نفرتیں تحریک خلافت کی تباہی کا سبب بنیں۔ مصطفےٰ کمال اتاترک نے ترکی میں انقلاب برپا کیا اور ایک سیکولر (لادینی) ریاست کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔ منطقی طور پر تحریک خلافت کی بقاء کا کوئی جواز باقی نہ رہا۔ کانگریس کے ایک جلوس پر چوری چورا کے مقام پر پولیس نے تشدد کیا۔ جواب میں کانگریسی جلوس نے تھانے کو آگ لگادی۔ جس سے کئی ایک سپاہی زندہ جل گئے۔ اس واقعے نے مہاتما گاندھی کی حوصلہ شکنی کی کیونکہ وہ عدم تشدد کا علمبردار تھا اور اس نے انگریزوں کے خلاف تحریک عدم تعاون ختم کرنے کا اعلان کیا۔ اس سے تحریک خلافت مکمل طور پر ختم ہو گئی۔

تحریک خلافت کے اثرات (Results or Effects)

اگرچہ تحریک خلافت اپنے اصل مقاصد کے حصول میں ناکام ہوئی لیکن اس تحریک نے ہند کی سیاست پر دیرپا اثرات چھوڑے۔

☆ تحریک خلافت کی ناکامی نے برصغیر کی سیاست میں ہلچل مچادی۔
☆ معاہدہ لکھنو کے تحت دونوں جماعتیں نزدیک آگئیں تھیں اور 1916ء سے لے کر 1922ء تک یہ اتحاد انگریز سامراج کے خلاف بہت کامیاب رہا۔
☆ چونکہ اس وقت تمام احتجاجی سیاست کے واحد سربراہ مہاتما گاندھی تھے اور چوری چورا کے واقع نے آپ کو مایوس کیا اس لیے انہوں نے تحریک عدم تعاون سمیت تمام تحاریک ختم کرنے کا اعلان کیا جو تحریک خلافت کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔
☆ اس سے ہندو مسلم اتحاد کے تمام امکانات ہمیشہ کے لیے ختم ہوئے۔
☆ مسلم لیگ اور کانگریس کے راستے جدا ہوئے۔
☆ اس تحریک سے خطے کی سیاست میں بہت اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔
☆ تحریک خلافت کے دوران مسلمانوں کو بے انتہا سیاسی، سماجی اور معاشی نقصانات اٹھانا پڑے۔
☆ مسلمان اساتذہ اور طلباء نے تعلیم کا بائیکاٹ کیا جس سے مسلمان تعلیمی طور پر پسماندہ رہنے لگے۔
☆ مسلمانوں نے سرکاری ملازمتوں سے استعفے دیئے۔ اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو لاتعداد مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

☆ ہزاروں لوگ جیل میں بھی ڈالے گئے۔

تحریک خلافت کے اثرات

☆ تحریک خلافت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ساری دنیا نے ہندوستان میں مسلمانوں کو بحیثیت قوم تسلیم کیا۔

☆ اس تحریک کے ذریعے مسلمانان ہند اپنی قومی حیثیت ملکی اور عالمی سطح پر منوانے لگے۔

☆ انگریزوں کو بھی یہ احساس ہوا کہ ہندوستانی مسلمان کسی بھی وقت ان کے لئے مسئلہ بن سکتے ہیں اور یہ کہ آئندہ اصلاحات میں مسلمانوں کو نظر انداز کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہوگی۔

☆ مسلمانوں میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جیسے قائدین سامنے آئے۔

☆ مقامی سطح پر خلافت کمیٹیوں کے قیام سے مقامی قیادت سامنے آئی اور یہی قیادت بعد میں قومی سیاست کے دھارے میں شامل ہوئی۔ لوگوں میں قائدانہ صلاحیتیں اجاگر ہوئیں۔

سوال: میثاق لکھنو کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: میثاق لکھنو کے نکات **(Lucknow Pact)**

1- میثاق لکھنو کی رو سے بڑے صوبوں کی کونسلوں کے لئے 125 اور چھوٹے صوبوں کی کونسلوں کے لئے ارکان کی تعداد 50 سے 75 مقرر کی گئی۔ قرار پایا کہ ہر کونسل کے 80 فیصد ارکان براہ راست منتخب ہوں گے۔

2- مرکزی قانونی کونسل کے لئے ارکان کی تعداد 150 مقرر ہوئی اور طے پایا کہ اس کے 80 فیصد ارکان براہ راست منتخب ہوں گے۔

3- طریقہ انتخاب کے لئے یہ قرار پایا کہ مسلمانوں کے نمائندے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب سے منتخب کئے جائیں گے اور ان کا تناسب یہ ہوگا۔ 50 فیصد پنجاب' یوپی میں 30 فیصد' بنگال میں 40 فیصد' بہار میں 25 فیصد' صوبہ سی پی میں 15 فیصد' مدراس میں 15 فیصد' بمبئی میں ہندو اراکین کی ایک تہائی۔
تمام صوبوں سے مسلم اپنے جداگانہ انتخابی حلقوں سے منتخب ہوں گے۔ یہ بھی طے پایا کہ مسلمان تمام کونسلوں کے لئے انتخابات میں صرف انہی حلقوں سے کھڑے ہوں گے جو ان کے لئے مقرر ہوں گے۔

4- قرار پایا کہ کسی بھی کونسل میں کسی ایسے بل پر بحث نہیں کی جائے گی جس سے دوسری قوم متاثر ہوتی ہو اور کونسل میں اس قوم کے 75 فیصد ارکان اس کی مخالفت کر رہے ہوں۔

5- نظم ونسق اور مالیات کے امور میں صوبائی کونسلیں مرکزی حکومت کے کنٹرول سے آزاد ہوں گی۔ تاہم امپیریل کونسل ان معاملات کے بارے میں تدابیر کرے گی جن کے متعلق پورے برصغیر میں یکساں طور پر قانون سازی ضروری سمجھی جائے گی۔

6- امپیریل کونسل میں منتخب ممبروں کا 33 فیصد مسلمان ہوں گے۔ اس کا دورانیہ پانچ سال ہوگا۔

7- کسی بھی کونسل کے 1/8 حصہ ارکان کونسل کا اجلاس طلب کر سکیں گے۔

8- گورنر جنرل کے انتظامی کونسل میں آدھے ارکان ہندوستانی ہوں گے اور ان کا انتخاب امپیریل کونسل کے منتخب ارکان کریں گے۔

9- مرکزی حکومت صوبوں کے معاملات میں غیر ضروری مداخلت نہیں کرے گی۔

اہمیت (Importance)

میثاق لکھنو نے طریقہ انتخاب میں دو اہم تبدیلیاں پیدا کیں۔ اول یہ کہ کانگریس نے جداگانہ طریقہ انتخاب کو تسلیم کرلیا جس کی وہ سخت مخالف تھے۔ کانگریس نے پنجاب اور سی پی میں بھی اسے تسلیم کیا جہاں پہلے یہ طریقہ موجود نہیں تھا۔ دوم یہ کہ مسلمانوں کو ان صوبوں میں جہاں وہ اقلیت میں تھے ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ سیٹیں دی گئیں لیکن ان دو مراعات کے لئے مسلمانوں کو بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ بنگال اور پنجاب میں مسلمان اکثریت میں تھے لیکن وہ اکثریت میں ہونے کے فوائد سے محروم ہو گئے۔ معاہدہ لکھنو کے ذریعے مسلمانوں نے ہندوؤں سے تحریری طور پر وہ بات منوالی جس سے وہ اب تک مسلسل انکار کرتے چلے آ رہے تھے۔ یعنی مسلم قومیت کا الگ وجود اور جداگانہ طریقہ انتخاب اور یہی بات تخلیق پاکستان کا سبب بنی۔

سوال: ریشمی رومال کی تحریک کیا تھی؟ اس کا خاتمہ کیسے ہوا؟

جواب: ریشمی رومال کی تحریک

جنگ آزادی 1857ء میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا تھا۔ کئی مسلمان مجاہدوں کو توپوں سے باندھ کر اڑایا گیا۔ شہزادوں کے سر قلم کر دیئے گئے۔ ان کے معاشرتی اور معاشی حقوق کچل دیئے گئے۔ مدرسہ رحیمیہ دہلی کو توپوں سے اڑا دیا گیا۔ مسجد اکبری کو انتقامی طور پر مسمار کر دیا گیا اور انگریزوں نے اپنا قبضہ مضبوط کیا۔ یہ صورت حال مسلمان قائدین کے لئے باعث تکلیف تھی۔ اس لئے شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ہندوستان کے دیگر علمائے دیوبند کی مشاورت سے انگریزوں کے خلاف ایک تحریک شروع کی جسے ریشمی رومال تحریک کا نام دیا گیا۔ یہ تحریک 1915ء میں شروع کی گئی اور اس کا

Scanned with CamScanner

بنیادی مقصد پاک و ہند سے انگریز سامراج کو نکالنا اور یہاں آزاد قومی حکومت کا قیام تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے تحریک نے عالمی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور کئی ممالک یعنی برما، چین، جاپان، فرانس اور جرمنی وغیرہ میں وفود بھیجے گئے۔ اس تحریک کا صدر دفتر کابل میں قائم کیا گیا۔ کابل کے علاوہ ان کے مراکز فلسطین، سعودی عرب، ترکی اور جرمنی وغیرہ میں بھی قائم کیے گئے تھے۔ مولانا محمود الحسن نے کئی ممالک خصوصاً ترکی اور جرمنی کے دورے کئے اور تقریباً ایک دہائی تک زیر زمین سرگرمیاں جاری رہیں۔

مولانا محمود الحسن نے ترکی اور جرمنی کے ساتھ کابل کے راستے ہندوستان پر حملے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اس سلسلے میں مولانا عبیداللہ سندھی نے افغانستان کے بادشاہ حبیب اللہ خان سے ترکی اور افغانستان کے درمیان ایک معاہدہ کروایا۔ اس معاہدے کو ایک ریشمی کپڑے کے اوپر لکھا گیا جو ایک گز لمبا اور ایک گز چوڑا زرد رنگ کا تھا۔ اس کو ریشمی رومال کہا جاتا تھا جس پر ہندوستان پر حملے کی تاریخ 19 فروری 1917ء درج تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی لوگوں کو تیار کرنے کا عمل کامیابی سے جاری تھا۔ اسی دوران حبیب اللہ خان اور چند دیگر سازشیوں کی وجہ سے یہ رومال پکڑا گیا۔ ادھر قبائلیوں نے جہاد کا آغاز کیا اور اس دوران مجاہدین نے حبیب اللہ خان کو قتل کیا۔ مولانا محمود الحسن پر مقدمہ چلا کر انہیں مالٹا کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی وجہ سے مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا کہا جاتا ہے۔ اس طرح اپنوں کی سازشوں سے یہ تحریک ناکام ہوگئی۔

☆☆☆☆

باب چہارم

سیاسی حل کی خواہش

-1 خالی جگہوں کو پر کریں۔

-1 حکومت نے سر جان سائمن کی سربراہی میں ایک سات رکنی کمیشن قائم کیا۔

-2 مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1930ء کو بمقام الہ آباد منعقد کیا گیا۔

-3 برما کو ہندوستان سے علیحدہ کر دیا گیا۔

-4 علامہ اقبال نے کئی خطوط لکھ کر قائداعظم محمد علی جناح کو دوبارہ سیاست میں آنے پر مجبور کیا۔

-5 دوسری جنگ عظیم 1939ء میں شروع ہوئی۔

-2 صحیح جواب کا انتخاب کریں:

-1 سائمن کمیشن کا ہندوستان میں کالے (پتھروں، کپڑوں، جھنڈوں، ڈنڈوں) سے استقبال کیا گیا۔

-2 تجاویز دہلی (سکھ مسلم، ہندو مسلم، عیسائی ہندو، بدھ مت) اختلافات ختم کرنے کا بہترین حل پیش کرتا تھا۔

-3 قائداعظم نے (کرپس، نہرو، پیرپور، شریف) رپورٹ کے جواب میں اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔

-4 بندے ماترم بنگال کے ایک متعصب (اخبار، پوسٹر، ناول، نظم) سے لیا گیا تھا۔

-5 قائداعظم نے 22 دسمبر 1939ء کو (یوم آخرت، یوم نجات، یوم تکبیر، یوم تشکر) منانے کا اعلان کیا۔

جوابات:

(1)	جھنڈوں	(2)	ہندو مسلم	(3)	نہرو
(4)	ناول	(5)	یوم نجات		

سوال 3: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

سوال 1: تجاویز دہلی کب اور کس نے پیش کیں؟

جواب: تجاویز دہلی 20 مارچ 1927ء کو قائداعظم نے پیش کیں۔

سوال 2: کمیونل ایوارڈ میں اہم باتیں کون کون سی تھیں؟

جواب: i- اقلیتوں کو جداگانہ طرز انتخاب کا نظام دیا گیا۔

-ii مرکزی قانون ساز اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی گئی۔

-iii ملازمتوں میں مسلمانوں کو ایک چوتھائی نمائندگی دی گئی۔

-iv سکھوں، عیسائیوں، اینگلو انڈین اور شودروں کے لیے بھی نشستیں مخصوص کی گئیں۔

سوال 3: نہرو رپورٹ کیوں پیش کی گئی تھی؟

جواب: جب ہندوستان کی سیاسی جماعتوں نے سائمن کمیشن کی سفارشات کو مسترد کر دیا تو ایک برطانوی وزیر لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستان کی سیاسی جماعتوں پر طنز کیا کہ یہ جماعتیں دستور سازی کے لیے تجاویز دینے کے قابل نہیں۔ اس کے جواب میں نہرو رپورٹ پیش کی گئی۔

سوال 4: محمد علی جناح کو قائداعظم کا خطاب کس نے اور کب دیا تھا؟

جواب: مولانا مظہر الدین نے 1937ء میں محمد علی جناح کو قائداعظم کا خطاب دیا۔

سوال 5: مسلم لیگ نے کرپس مشن کو کیوں نہیں مانا؟

جواب: اس کمیشن میں ہندوستان کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی تھی۔ اس کے تمام ارکان انگریز تھے اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان تھے۔ کرپس تجاویز میں کوئی ایسی تجویز نہ تھی جو مسلم لیگ کی قرارداد

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

کے مطابق ہو۔اس وجہ سے مسلم لیگ کرپس مشن کو نہ مانا۔

تفصیلی جوابات

سوال 1: سائمن کمیشن میں اہم باتوں پر تبصرہ کریں۔

جواب: اس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں:

1- 1919ء کے تحت دیا گیا دو عملی نظام ختم کیا جائے۔

2- صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دی جائے اور صوبائی وزراء منتخب صوبائی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

3- صوبوں میں مرکز کی مداخلت کم کی جائے۔ تاکہ صوبائی خودمختاری یقینی بنائی جاسکے۔

4- ہندوستان میں وفاقی نظام قائم کیا جائے۔

5- مرکز میں دوایوانی مقننہ قائم کی جائے۔ایوان زیریں کا انتخاب عوام آبادی کی بنیاد پر کرے جبکہ ایوان بالا میں ہر صوبے کے تین نمائندے ہوں۔

6- گورنر حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے تا وقت یہ کہ صوبے کی حفاظت یا اقلیتوں کے تحفظ کی ضرورت نہ پڑے۔

7- صوبہ سرحد میں ایک قانون ساز کونسل ہو لیکن یہ ایک خودمختار صوبہ نہ ہو۔ سندھ کو صوبے کا درجہ دینے کی بات پر مزید غور و خوض کیا جائے۔

8- وفاقی اسمبلی کا انتخاب صوبائی قانون ساز اسمبلیاں کریں۔

سائمن کمیشن پر ردعمل:

اگرچہ ہندوستانی عوام نے اس کمیشن کی بھرپور مخالفت کی اور اس کی رپورٹ کو ایک مذاق قرار دیا لیکن حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی سیاسی تاریخ کے حوالے سے اس رپورٹ کو بنیاد بنا کر ہندوستان کے لیے قانون ہند 1935ء تیار کیا جو آزادی تک ہندوستان کا دستور رہا۔ کانگریس نے اس رپورٹ پر شدید برہمی کا اظہار کر کے حکومت ہند کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی۔ کانگریس نے حکومت کے خلاف زبردست مظاہرے کیے اور حکومت نے کانگریس پر پابندی عائد کر دی۔ مہاتما گاندھی اور نہرو گرفتار کر لیے گئے۔ مسلم لیگ نے اپنی رائے محفوظ رکھی یعنی نہ حکومت کا ساتھ دیا اور نہ کانگریس سے حکومت کے خلاف اتحاد کیا۔ دریں اثناء برطانیہ میں لیبر پارٹی برسر اقتدار آ کر اعلان کیا کہ ہندوستان کی آئین سازی کے لیے یہ رپورٹ حرف آخر نہیں اور ہندوستان کے دستوری مسائل وہاں کی قیادت کے مشوروں سے گول میز کانفرنس میں حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سوال 2: خطبہ الہ آباد کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: **علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد 1930ء**

مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1930ء کو بمقام الہ آباد منعقد کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت علامہ محمد اقبال نے کی۔ اس اجلاس میں علامہ اقبال نے اپنا تاریخی خطبہ پیش کیا جس میں سرسید احمد خان کے دوقومی نظریہ کی وضاحت کی گئی تھی اور جس میں پاکستان کا تصور دیا گیا۔

علامہ اقبال نے اپنے تاریخی خطبہ میں فرمایا کہ اسلام محض چند عقائد یا زبانی جمع خرچ کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے، جس نے اپنے پیروکاروں کو ایک سیاسی نظام کا تصور دیا۔ ان کی ثقافتی روایات اور طرز حیات ایک جیسی ہیں۔ ان کی تہذیب اور تاریخ ایک ہیں۔ ان مشترکہ عوامل نے مسلمانوں کو ایک قومیت میں تبدیل کیا جبکہ انہی عوامل نے مسلمانوں کو ہندوؤں سے ممتاز رکھا۔ صدیوں تک اکٹھا رہنے کے باوجود دونوں ایک ہندوستانی قوم میں تبدیل نہ ہو سکے۔ ان عوامل نے مسلمانوں کی شناخت کو امتیازی حیثیت دی۔ ہندوؤں نے ہمیشہ عددی اکثریت کی بناء پر مسلمانوں پر بالادستی قائم رکھنے کے خواب دیکھے۔ علامہ اقبال نے فرمایا کہ ہندوستان میں اس وقت تک دیرپا اور مستحکم امن قائم نہیں کیا جاسکتا جب تک ان کو بحیثیت قوم تسلیم نہ کیا جائے اور ایک وفاقی نظام کے تحت مسلم اکثریتی اکائیوں کو وہ حقوق و مراعات نہ دی جائیں جو ہندو اکثریتی اکائیوں کو حاصل ہیں۔ علامہ اقبال کے نزدیک ہندوؤں اور مسلمانوں کی بقاء اور ترقی کا انحصار صرف اسی طریقے سے ہی ممکن ہے کہ دونوں قومیتیں اپنی ثقافتی اقدار کے مطابق زندگی گزار سکیں گے۔

علامہ محمد اقبال نے اپنے صدارتی خطبہ میں مسلم مسئلے کا ایک مستقل حل بھی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مغربی پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کو ایک صوبہ میں تبدیل کیا جائے۔ اس طرح ایک بڑا مسلمان صوبہ قائم ہونے سے مسلمان اپنے مذہبی اور ثقافتی اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں گے اور وہ جداگانہ طریقہ انتخاب کا مطالبہ بھی نہیں کریں گے۔ برصغیر میں فرقہ ورانہ فسادات کو کنٹرول کرنے کا یہ سب سے موثر طریقہ ہے۔ اس طرح ہندوستان کا یہ شمال مغربی حصہ ایک علیحدہ سیاسی نظام اختیار کر سکتا ہے۔

خطبہ الہ آباد کی اہمیت

خطبہ الہ آباد ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس تقریر میں پہلی بار ایک خودمختار مسلمان ریاست کے قیام کا اشارہ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ایک شاعر نے پاکستان کا خواب دیکھا اور ایک قائد نے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کیا۔ علامہ اقبال کے شمال مغربی ہندوستان میں ایک مسلمان ریاست کی تشکیل کی تجویز تشکیل پاکستان کا سبب بنا۔ علامہ اقبال کے صوبوں کی از سر نو حد بندی کی

Scanned with CamScanner

تجویز کو ہندوستان کے مسلمانوں نے بہت پسند کیا اور اسے اپنی سیاست کا محور بنالیا۔ یہ تجاویز مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی اختلافات کا پائیدار حل تھیں۔

سوال 3: گول میز کانفرنسز پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: گول میز کانفرنس

برطانیہ میں جون 1929ء میں عام انتخابات منعقد ہوئے۔ ان انتخابات کے نتیجے میں ریمز میکڈونلڈ برطانیہ کے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ ہندوستان کو آئینی اصلاحات دینے کے لئے آپ نے مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو گول میز کانفرنس کے لئے لندن آنے کی دعوت دی جائے۔ اس کانفرنس کا مقصد ہندوستان میں ہندوستان کے سیاسی جماعتوں، شاہی ریاستوں اور برطانیہ کے درمیان ایک دستوری حل تلاش کرنا تھا۔

پہلی گول میز کانفرنس:

پہلی گول میز کانفرنس 10 نومبر 1930ء سے 19 جنوری 1931ء تک جاری رہی۔ اس میں کانگریس کے علاوہ دیگر جماعتوں اور نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں سب اس پر متفق ہوئے کہ ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت قائم ہو۔ دوسری اہم بات یہ طے ہوئی کی شاہی ریاستیں ہندوستان کے وفاق میں شامل ہو جائیں گی۔

دوسری گول میز کانفرنس:

دوسری گول میز کانفرنس دسمبر 1931ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں علامہ اقبال اور مہاتما گاندھی نے بھی شرکت کی۔ گاندھی نے یہ موقف اختیار کیا کہ کانگریس کو ہندوستان کے تمام لوگوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کیا جائے اور ہندوستان کو مکمل آزادی دی جائے۔ اس مطالبے سے انگریز متفق نہ تھے اس لئے اس کانفرنس میں خاص کامیابی نہ ہو سکی۔ گاندھی کو واپس ہندوستان پہنچتے ہی گرفتار کر دیا گیا۔ اس کانفرنس کی ناکامی کے بعد وزیراعظم نے اقلیتوں کے مسائل حل کرنے کے لئے 4 اگست 1932ء کو اعلان کیا جسے ''کمیونل ایوارڈ'' کہا جاتا ہے۔

تیسری گول میز کانفرنس:

تیسری گول میز کانفرنس 17 نومبر 1932ء سے 24 نومبر 1932ء تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں کانگریس اور قائداعظم نے شرکت نہیں کی اور اسی وجہ سے یہ کانفرنس بھی ناکام ہوئی۔ گول میز کانفرنسوں کے بعد انگریزوں نے ہندوستان کے لئے ایک قانون بنایا جسے قانون حکومت ہند 1935ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سوال 4: قانون 1935ء میں دی گئی صوبائی خودمختاری پر تبصرہ کریں۔

جواب: قانون حکومت ہند 1935ء کے تحت صوبائی خودمختاری

اس دستور میں صوبوں کو دیگر سابقہ دساتیر کی نسبت زیادہ خودمختاری دی گئی تھی۔ مرکز کے اختیارات کم کر دیئے گئے تھے۔ ہر صوبے میں قانون ساز اسمبلی قائم کی گئی تھی جسے امن عامہ، پولیس، عدالتی نظام، جیل خانہ جات، صحت اور سول سروس وغیرہ کے بارے میں قانون سازی کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس ایکٹ کے تحت بڑے صوبوں میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئیں جن میں آسام، بنگال، بہار، بمبئی، مدراس اور یوپی شامل تھے۔ چھوٹے صوبوں یعنی سرحد، سندھ، پنجاب، سی پی اور اڑیسہ میں ایک ایوانی اسمبلیاں قائم کی گئیں۔ صوبائی دو ایوانی نظام میں ایوان بالا کا نام ''قانون ساز کونسل'' اور ایوان زیریں کا نام ''قانون ساز اسمبلی'' رکھا گیا۔

صوبوں کے قانون ساز اداروں کو صوبائی اور مشترکہ امور سے تعلق رکھنے والے تمام شعبوں کے بارے میں قانون سازی کا اختیار دیا گیا لیکن یہ شرط عائد کر دی گئی کہ ان کا کوئی قانون وفاقی قوانین سے متصادم نہیں ہو سکتا۔

صوبوں میں ذمہ دار پارلیمانی نظام رائج کیا گیا۔ ''دوعملی'' نظام کی جگہ ''خودمختاری'' کو فروغ دینے کا اہتمام کیا گیا۔ صوبائی گورنروں کی مدد اور ان کی صلاح و مشورہ دینے کے لئے وزارتیں قائم کی گئیں۔ وزارتوں میں اہم اقلیتی قوموں کی نمائندگی ضروری قرار دی گئی۔ وزراء کا انتخاب قانون ساز اداروں کے اراکین میں سے ہونا طے پایا اور وہ انہی اداروں کے سامنے جواب دہ ٹھہرائے گئے۔ صوبائی گورنروں کو بھی گورنر جنرل کی طرح خصوصی اختیارات دیئے گئے تاکہ وہ اپنی خاص ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

اس دستور میں صوبائی خودمختاری کے حوالے سے کئی مسائل تھے۔ مثلاً وفاقی امور کی فہرست میں زیادہ امور شامل تھے۔ صوبے مرکزی اسمبلی کے لئے ارکان منتخب کرتے تھے جبکہ شاہی ریاستوں کے حکمران اسے نامزد کرتے تھے جو کہ ایک غیر جمہوری طرز عمل تھا۔ گورنر کا اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر صوبائی معاملات میں مداخلت ایک اور غیر آئینی و جمہوری بات تھی۔

تبصرہ (Comments)

اس ایکٹ میں کئی خامیاں تھیں مثلاً وفاقی حکومت کو زیادہ اختیارات حاصل تھے۔ شاہی ریاستوں کو غیر وفاقی اور غیر جمہوری اختیارات اور صوبائی گورنرز کو صوابدیدی اختیارات دیے گئے تھے۔ مجموعی طور پر 1935ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ گزشتہ آئینی اصلاحات و مراعات کی نسبت کافی بہتر تھا لیکن رائے عامہ نے اس کے باوجود اسے پسند نہ کیا کیونکہ اس کے ذریعے حکومت برطانیہ کے وہ وعدے پورے نہ ہوئے جو اس نے ہندوستان میں ایک مکمل خودمختار و ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں کئے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس ایکٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے بنیادی طور پر ناقص اور ناقابل قبول قرار دیا۔

Scanned with CamScanner

ہندوستانی ریاستوں کے فرمان رواؤں نے بھی اس پر کئی اعتراضات کیے۔اس ایکٹ کے وفاقی حصے پر عمل نہ کیا جا سکا۔

سوال5: مختلف رپورٹوں کی روشنی میں کانگریسی وزارتوں کے مظالم کا جائزہ پیش کریں۔

جواب: نہرو رپورٹ

نہرو رپورٹ میں ہندی کو قومی زبان قرار دیے جانے کی تجویز دی گئی جو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھی۔

1- **جداگانہ انتخاب:**

اس میں کانگریس نے معاہدہ لکھنو کی خلاف ورزی کی۔ جداگانہ طرز انتخاب اور مسلمانوں کی وفاقی مقننہ اور کابینہ میں 33 فیصد نمائندگی کی بجائے 25 فیصد نمائندگی کا فیصلہ ہوا جو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھا۔

2- **گول میز کانفرنسز:**

i- پہلی گول میز کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہ کی۔

ii- دوسری گول میز کانفرنس میں گاندھی نے یہ موقف اختیار کیا کہ کانگریس کو ہندوستان کے تمام لوگوں کی نمائندہ جماعت تسلیم کیا جائے جو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھی۔

3- **پیرپور رپورٹ:**

کانگریسی وزارتوں کے مسلم کش پالیسیوں کی تحقیقات کے لیے مسلم لیگ نے 28 مارچ 1938ء کو ایک آٹھ رکنی کمیٹی راجہ سید محمد مہدی آف پیرپور کی سربراہی میں قائم کی۔ کمیٹی نے آٹھ ماہ تک کانگریس کے آٹھ صوبوں میں ان کے مظالم کے حوالے سے تحقیقات کیں اور نومبر 1938ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس کے اہم نکات یہ تھے:

1- کانگریسی وزارتوں پر اقلیتوں کا اعتماد نہیں۔

2- کانگریس نے مسلمانوں کے جائز مطالبات نظر انداز کیے ہیں۔

3- کانگریس مسلم لیگ قائدین پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ وہ کانگریس کی غیر مشروط اطاعت قبول کریں۔

4- کانگریس نے مسلم کش تنظیمیں شروع کی ہیں اور ان کی حمایت کر رہی ہے۔

5- کانگریس مسلمانوں کی یکجہتی ختم کرنے کے لیے منظم طور پر مصروف ہے۔

شریف رپورٹ:

صوبہ بہار کی صوبائی مسلم لیگ نے مسٹر شریف کی سربراہی میں ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ صوبہ میں کانگریس کے غیر منصفانہ کارروائیوں کی تحقیقات کرے۔اس کمیٹی کی رپورٹ مارچ 1939ء میں شائع ہوئی۔ اس رپورٹ میں کانگریس کو غیر منصفانہ اور مسلم کش کارروائیوں میں ملوث پایا گیا۔ حکومت نے مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔ صرف وزارتوں اور کانگریس کی مقامی قیادت نے مسلم کش پالیسیاں اختیار نہیں کیں۔

کمال یار جنگ رپورٹ:

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کلکتہ میں 1938ء میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں نواب کمال یار جنگ بہادر کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی تاکہ کانگریسی وزارتوں کی تعلیمی پالیسی کا تنقیدی جائزہ پیش کر سکیں۔ ایک ماتحت کمیٹی نے سر عزیز الحق کی قیادت میں ہندوستان بھر کا دورہ کیا اور معلومات حاصل کیں۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں واردھا سکیم پر شدید تنقید کی۔ واردھا سکیم مہاتما گاندھی کے فلسفہ سے لی گئی تھی۔ اس میں ہندو قوم پرستی اور عدم تشدد پر زور دیا گیا تھا۔ اس میں نوجوانوں کے اذہان پر ہندو قائدین اور مذہبی راہنماؤں کے لئے احترام نقش کرنا تھا۔ اس سکیم کا مقصد مسلمانوں کو اپنی مذہبی اقدار، ثقافت اور تہذیب سے دور رکھنا تھا۔ مسلمان قائدین کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر تعلیمی پالیسیاں واردھا سکیم کی روشنی میں تیار اور نافذ کی گئیں تو یہ مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سے کم نہیں ہوں گی۔ اس میں ہندی زبان پر زور دیا گیا تھا اور اردو کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ قائداعظم نے بھی کانگریس کی مسم دشمن پالیسیوں کی تحقیقات کے لئے ایک شاہی کمیشن کے قیام کا مطالبہ کیا۔

سوال6: نہرو رپورٹ کی چند تجاویز پر تبصرہ کریں۔

جواب: نہرو رپورٹ کی تجاویز:

1- جداگانہ طریقہ انتخاب ختم کیا جائے۔

2- ہندی کو قومی زبان کا درجہ دیا جائے۔

3- وفاقی مقننہ میں مسلمانوں کا تناسب ایک چوتھائی (پچیس فیصد) ہوگا۔

4- وفاقی کابینہ میں ایک چوتھائی وزراء مسلمان ہوں گے۔

5- ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام ہو لیکن مرکز کو زیادہ اختیارات حاصل ہوں۔

6- سرحد اور بلوچستان کو صوبے کا درجہ دیا جائے۔

7- سندھ کو بمبئی سے الگ کیا جائے اور اسے صوبے کا درجہ دیا جائے۔

8- ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی سطح پر نمائندہ و جواب دہ حکومتیں قائم کی جائیں۔

9- عام انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوں۔

نہرو رپورٹ کی سفارشات کو آل پارٹیز کانفرنس اگست

Scanned with CamScanner

1928ء میں لکھنؤ میں پیش کی گئیں۔ اس اجلاس میں سندھ کے معاملے میں ترمیم کی گئی کہ "اگر سندھ بمبئی سے الگ ہونے کی صورت میں مالی اعتبار سے اپنے اخراجات کا بوجھ خود اٹھائے تو بے شک سندھ کو صوبے کا درجہ دیا جائے۔ اگر سندھ کو صوبے کا درجہ دیا گیا تو اس میں اقلیتوں کو وہ نمائندگی دی جائے جو ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

اس رپورٹ کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں کانگریس نے معاہدہ لکھنؤ کی خلاف ورزی کی مثلاً جداگانہ طرز انتخاب اور مسلمانوں کی وفاقی مقننہ اور کابینہ میں 33 فیصد نمائندگی کی بجائے 25 فیصد نمائندگی کا فیصلہ ہوا۔ مسلم لیگ کے دونوں دھڑوں نے اسے مسترد کیا۔ مولانا شوکت علی نے اس رپورٹ پر اپنے ردعمل کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ "موتی لال کے پاس خاکی شکاری کتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی کتے کا ہرن سے سلوک نہیں دیکھا۔ ایسا سلوک جو ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ تجویز کیا ہے۔" مولانا محمد علی جوہر نے کہا "رپورٹ ہندوؤں کی مسلمانان ہند پر بالادستی قائم کرنا ہے۔" قائداعظم نے نہرو رپورٹ کے جواب میں اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔

سوال 7: قائداعظم کے چودہ نکات بیان کریں۔

جواب: قائداعظم کے چودہ نکات۔ 1929ء

ہندوستان کے آئینی مستقبل کے حوالے سے نہرو نے جو رپورٹ پیش کی تھی مسلم لیگ نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ قائداعظم نے 25 مارچ 1929ء کو مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں طلب کیا۔ اجلاس میں قائداعظم کی جانب سے پیش کردہ قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ ہندوستان کے لئے بنائے جانے والا کوئی دستور اس وقت تک مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہ ہوگا جب تک اس میں درج ذیل اساسی اصول شامل نہیں کیئے جائیں گے۔

1- وفاقی پارلیمانی نظام جس میں باقی ماندہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں۔
2- صوبائی خودمختاری کا تحفظ کیا جائے اور تمام صوبے مساوی حیثیت رکھتے ہوں۔
3- اقلیتوں کو ان کے تناسب سے قانون ساز اداروں میں نمائندگی دی جائے۔
4- جداگانہ طریقہ انتخاب رائج کیا جائے کوئی قومیت اگر مخلوط طریقہ انتخاب پسند کرے تو اپنی مرضی سے۔
5- مرکزی مقننہ میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔
6- مرکزی اور صوبائی کابینہ میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔
7- سندھ کو بمبئی سے الگ کیا جائے۔
8- سرحد اور بلوچستان میں آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔
9- مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کی جائے۔
10- مسلم اکثریتی صوبوں کی حدود میں ایسا ردوبدل نہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کی اکثریت کو نقصان پہنچے۔
11- تمام فرقوں کو مذہبی آزادی دی جائے۔
12- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے لیے کوٹہ مخصوص کیا جائے۔
13- کسی اقلیت کے بارے میں مرکز کا بنا ہوا قانون اس وقت تک قابل عمل نہیں ہونا چاہیے۔ جب تک وہ اقلیت 75 فی صد اکثریت سے اس قانون کی منظوری نہ دے۔
14- کسی صوبے کی مرضی کے خلاف آئین میں ترمیم نہ کی جائے۔

سوال 8: دوسری جنگ عظیم کے ہندوستان پر کیا اثرات پڑے؟

جواب: دوسری جنگ عظیم کے ہندوستان پر اثرات:

☆ دوسری جنگ عظیم 1939ء میں شروع ہوئی اور 1945ء میں امریکہ کی جانب سے جاپان پر ایٹم بم گرانے پر ختم ہوئی۔
☆ اس جنگ میں جاپان جرمنی کا اتحادی تھا۔
☆ اس جنگ میں جاپان نے سنگاپور اور رنگون پر قبضہ کرلیا اور ہندوستان کی باری کا انتظار تھا۔
☆ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے مسئلہ کے سیاسی حل کے لیے کرپس مشن تجاویز پیش کیں جس کو کانگرس اور مسلم لیگ نے مسترد کردیا۔
☆ کانگرس نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک شروع کی تو حکومت نے کانگریسی قیادت کو گرفتار کرلیا۔
☆ مسلم لیگ نے حکومت سے مفاہمت کی پالیسی اپنائی جس سے اس کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔
☆ حالات نے ثابت کردیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جس نے تشکیل پاکستان کا راستہ آسان بنادیا۔

☆☆☆☆

باب پنجم

تشکیل پاکستان کے لیے جدوجہد

1- خالی جگہوں کو پر کریں:

1- کانگریس اور مسلم لیگ کے علاوہ دیگر جماعتوں نے بھی کرپس تجاویز کو مسترد کیا۔
2- فروری 1946ء میں صوبائی انتخابات ہوئے۔

Scanned with CamScanner

-3 عبوری حکومت میں خزانہ کا محکمہ مسلم لیگ کے ہاتھ آیا۔

-4 15 اگست 1947ء کو ہندوستان کو آزادی دی گئی۔

-5 تشکیل پاکستان کے بعد دسمبر 1947ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی۔

-2 صحیح اور غلط جملوں پر نشان لگائیں:

-1 وزیراعلیٰ وشیر بنگال مولوی اے کے فضل حق نے قرارداد لاہور پیش کی۔ صحیح

-2 مسلم لیگ نے کرپس تجاویز کو مسترد کیا۔ صحیح غلط

-3 دسمبر 1945ء میں مرکزی انتخابات ہوئے۔ صحیح

-4 کابینہ یا کیبنٹ مشن 24 مارچ 1946ء کو ہندوستان پہنچا۔ ✓

-5 کہا جاتا ہے کہ گاندھی، پٹیل اور کابینہ مشن کے درمیان یہ خفیہ معاہدہ ہوا۔ صحیح

-6 میثاق لکھنو کے ذریعے کانگریس نے مسلم لیگ کی اہمیت تسلیم کی۔ صحیح

-7 سرحد میں استصواب رائے کے ذریعے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ ہوا۔ صحیح

-3 کالم ملائیں۔

کالم۔الف	کالم۔ب
استصواب رائے	نشستیں
شاہی	مشن
دستور ساز	اختیارات
انتظامی یا ایگزیکٹو	اسمبلی
باقی ماندہ	ریفرنڈم
مخصوص	جرگہ
کیبنٹ	کونسل

جواب:

کالم۔الف	جواب۔کالم۔ب
استصواب رائے	ریفرنڈم
شاہی	جرگہ
دستور ساز	اسمبلی
انتظامی یا ایگزیکٹو	کونسل
باقی ماندہ	اختیارات
مخصوص	نشستیں
کیبنٹ	مشن

مختصر جوابات

سوال 1: قرارداد لاہور کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب: ہندوستان کو مسلم اور ہندو قوموں کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ مسلمانوں کو دیے جائیں اور جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ ہندوؤں کو ملیں۔

سوال 2: قائداعظم نے "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک میں کیوں حصہ نہیں لیا؟

قائداعظم ایک دور اندیش سیاستدان تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس موقع پر حکومت سے کوئی لڑائی لی جائے قائداعظم سمجھتے تھے کہ "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک دراصل مسلمانوں کے خلاف ایک سازش تھی ان کا خیال تھا کہ اس تحریک کا مقصد انگریزوں پر یہ واضح کرنا ہے کہ ہندوستان میں صرف ایک ہی طاقت ہے اور وہ کانگریس ہے۔ مسلم لیگ نے اس تحریک کے نعرے کے جواب میں "ہندوستان کو تقسیم کرو اور جاؤ" کا نعرہ لگایا۔

سوال 3: برطانوی حکومت نے لارڈ مونٹ بیٹن کو کیا ذمہ داری دی تھی؟

جواب: برطانوی حکومت نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو یہ ذمہ داری سونپی کہ ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ تیار کریں۔

سوال 4: تقسیم ہند کے حوالے سے سرحد کے عوام نے کیا فیصلہ کیا؟

جواب: تقسیم ہند کے حوالے سے سرحد کے عوام نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا۔

سوال 5: تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے چند اقلیتی قائدین کے نام لکھیں۔

جواب: جوگندر ناتھ منڈل، جگ ناتھ آزاد، سروکٹرز، رابرٹ کارنیلس۔

تفصیلی جوابات

سوال 1: قرارداد لاہور۔ قرارداد پاکستان کی روشنی میں قائداعظم کی تقریر کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: قرارداد لاہور **(Lahore Resolution)**

قائداعظم کی تقریر کی روشنی میں اس وقت کے وزیراعلیٰ وشیر بنگال مولوی اے کے فضل حق نے درج ذیل قرارداد پیش کی:

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ سالانہ سیشن قرارداد پیش کرتی ہے کہ کوئی بھی آئینی منصوبہ اس وقت تک قابل قبول نہ ہوگا جب تک وہ ان

Scanned with CamScanner

درج ذیل بنیادی اصولوں کے مطابق نہ ہو:

1- جغرافیائی طور پر متصل اکائیوں کی ایسی حد بندی کی جائے جو ایسے علاقوں میں تبدیل ہو جائیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں وہاں خودمختار ریاستیں بن جائیں مثلاً شمال مغربی اور شمال مشرقی ہندوستانی علاقوں کے دو ایسے گروپ بنانا جو خودمختار ریاستوں میں تبدیل ہوں جس میں تمام اکائیاں خودمختار اور مقتدر ہوں۔

2- اقلیتوں کی ثقافتی، مذہبی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی حقوق اور مفادات کا ان علاقوں اور اکائیوں میں آئینی تحفظ جہاں وہ اقلیت میں ہوں اور اس طرح ان علاقوں میں مسلمانوں کا تحفظ جہاں وہ اقلیت میں ہوں۔ اس قرارداد کو مولوی فضل حق نے پیش کیا اور اس کی تائید مولانا ظفر علی خان، چودھری خلیق الزمان، سر عبداللہ ہارون، بیگم محمد علی جوہر، عبدالحمید خان، نواب محمد اسماعیل خان، ڈاکٹر محمد عالم اور سید ذاکر علی وغیرہ نے کی۔

قرارداد پاکستان دراصل مسلم لیگ کی سیاست کا وہ نقطہ ہے جس نے برصغیر کی سیاست کا رخ تبدیل کر دیا اور ایک واضح مقصد کا تعین کیا۔ منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) لاہور میں مینار پاکستان اس قرارداد کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چوہدری رحمت علی نے 1933ء میں ''پاکستان'' کا لفظ تخلیق کیا۔

قرارداد پاکستان پر ردعمل

قرارداد لاہور پر ہندوستان میں سیاسی جماعتوں اور گروہوں نے ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا۔

1- مسلمانوں کا ردعمل:

چونکہ اس قرارداد میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ آزاد اور خودمختار ریاست کے قیام کا مطالبہ تھا۔ نئی مسلمان ریاست کے قیام نے مسلمانون کے لئے اپنے تہذیبی و ثقافتی اقدار، روایات، مذہب اور سماجی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع پیدا ہونے تھے۔ لہٰذا قرارداد پاکستان مسلمانوں کے لئے خوشی کا باعث تھا اور ان کی سیاسی جدوجہد کا ایک واضح راستہ بھی متعین ہوا۔

2- ہندوؤں کا ردعمل:

ہندو اخبارات نے اسے قرارداد پاکستان کا نام دیا اور مسلم لیگ کو مجبور کیا کہ وہ قرارداد لاہور کو قرارداد پاکستان کا نام دے۔ دیگر ہندو تنظیموں نے قرارداد لاہور کو برصغیر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازش قرار دیا۔ ہندو تنظیموں نے اس کے خلاف زبردست واویلا کیا اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی گئی کہ مسلم لیگ کا یہ مطالبہ نہ مانے۔

3- کانگریس کا ردعمل:

کانگریس چونکہ دو قومی نظریئے کی مخالف تھی۔ پنڈت نہرو، گاندھی اور راج گوپال اچاریہ اس اختلاف میں پیش پیش تھے۔ کانگریس ہندوستان کو ایک آزاد ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتی تھی اور اس کی تقسیم کے خلاف تھی۔ کانگریس نے قرارداد لاہور کی بھرپور مخالفت کی۔

4- انگریز حکومت کا ردعمل:

انگریز حکومت نے قرارداد لاہور کی مخالفت نہیں کی لیکن دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے انگریز بہت فکرمند تھے اور وہ برصغیر میں مسلمانوں کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے حکومت نے واضح طور پر قرارداد کی مخالفت نہیں کی۔

5- علماء کا رویہ:

جمعیت العلمائے ہند کے اکثر علمائے کرام خصوصاً دیوبند کے علماء یا جمعیت العلمائے ہند نے قرارداد لاہور کی مخالفت کی اور ہندوستان کی تقسیم سے اتفاق نہیں کیا۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اختلافی نقطہ نظر سے بالاتر ہو کر قرارداد پاکستان نے ہندوستان کی سیاست میں ٹھوس دور رس تبدیلی پیدا کی۔

سوال 2: کرپس تجاویز کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں۔ اس پر ہندوستانی ردعمل کی وضاحت کریں۔

جواب: کرپس تجاویز کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں:

1- جنگ کے خاتمے کے فوراً بعد عام انتخابات کرائے جائیں گے۔

2- ہندوستان کو نوآبادیات کا درجہ دیا جائے گا۔

3- صوبائی اسمبلیوں کی ایوان زیریں ایک دستور ساز اسمبلی قائم کرے گی۔

4- شاہی ریاستیں دستور ساز اسمبلی میں حصہ لے سکتی ہیں۔

5- کوئی بھی صوبہ اس مجوزہ یونین سے باہر آزاد حیثیت میں رہ سکتا ہے لیکن اس صوبے کے اسمبلی کے ساٹھ فیصد ووٹ لازمی ہوں گے۔

6- یونین میں شامل نہ ہونے والے صوبے جدا یونین بنا سکتے ہیں۔

7- آئین ساز ادارے اور حکومت برطانیہ کے درمیان پرامن انتقال اقتدار سے ابھرنے والے مسائل کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک معاہدہ ہوگا۔ یہ معاہدہ نسلی اور مذہبی اقلیتوں کو تحفظ بھی دے گا۔

کرپس نے مارچ 1942ء کو اس منصوبے کا اعلان کیا اور ہندوستان کی سیاسی جماعتوں سے اپیل کی کہ اس منصوبے کو قبول کریں۔ کرپس نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس کی تجاویز معقول ہیں اور اگر ہندوستان کی سیاسی جماعتوں نے اسے مسترد کر دیا تو پھر اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے وقت نہیں ہوگا۔

مسلم لیگ کا ردعمل: مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان کے

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

ذریعے آزاد مسلمان ریاستوں کا مطالبہ کیا تھا۔ چونکہ کرپس تجاویز میں براہ راست ایسی کوئی تجویز نہ تھی جو مسلم لیگ کی قرارداد کے مطابق ہو۔ اسی وجہ سے مسلم لیگ نے کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔ دوسری وجوہات یہ تھیں کہ ان تجاویز میں ایک آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کی تجویز تھی جبکہ مسلم لیگ دو آئین ساز اسمبلیوں کے انتخاب کا مطالبہ کر رہی تھی۔ ان تجاویز میں مسلمانوں کے جداگانہ طرز انتخاب کا مطالبہ بھی شامل نہیں کیا تھا۔

کانگریس کا ردعمل: کانگریس نے کرپس تجاویز کو مکمل طور پر مسترد کیا اور اس کی اہم وجوہات یہ تھیں کہ ان تجاویز میں پاکستان کو بالواسطہ تسلیم کیا گیا تھا اور اس میں ہندوستان کی تقسیم کی گنجائش موجود تھی۔ جبکہ کانگریس کی خواہش یہ تھی کہ انگریز اقتدار کو منتخب نمائندوں کے سپرد کر دے۔ کانگریس کے مطابق یہ تجاویز ہندوستان کے تقسیم کی سازش تھیں اور ہندوستان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ افواج مکمل طور پر برطانوی کنٹرول میں تھیں اور زیر دفاع منتخب ارکان کے سامنے جواب دہ نہیں تھے۔ انتظامی کونسل کا تقرر گورنر جنرل کو کرنا تھا اور یہ کونسل مقننہ کے سامنے جواب دہ نہیں تھی۔

سوال3: شملہ کانفرنس کے اہم نکات اور ناکامی کے اسباب بیان کریں۔

جواب: شملہ کانفرنس کے اہم نکات:

ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے جون 1945ء میں شملہ میں سیاسی جماعتوں کی ایک کانفرنس طلب کی۔ ویول نے جماعتوں کے سامنے درج ذیل تجاویز رکھیں:

1- وائسرائے کی انتظامی کونسل میں اہم فرقوں کو نمائندگی دی جائے گی۔

2- اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مساوی نمائندگی دی جائے گی۔

3- مسلح افواج کے کمانڈر کے سوا کونسل کے تمام اراکین ہندوستانی ہوں گے۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ انتظامی کونسل کے لئے مسلمانوں کی نامزدگی کون کرے گا۔ مسلم لیگ کا خیال تھا کہ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی جداگانہ نمائندہ جماعت ہے اور اسے حق ہے کہ تمام نمائندے نامزد کریں۔ کانگریس کا خیال تھا کہ کانگریس ہندوستان کی تمام قومیتوں کی واحد نمائندہ ہے اور مسلمانوں کی نامزدگی کانگریس کرے گی۔ تیسرا نکتہ یہ تھا کہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ خضر حیات خان انگریزوں کا دوست تھا اور انگریز اسے کونسل میں لینا چاہتے تھے۔

کانفرنس کی ناکامی (Failure of the Conference)

انتظامی کونسل میں تمام مسلمان ارکان کی نامزدگی کا حق آل انڈیا مسلم لیگ کو حاصل ہے یا نہیں۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا اور کوئی بھی اپنے موقف سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ قائداعظم نے ایک واضح موقف اختیار کیا کہ مسلمانوں کی نامزدگی صرف مسلم لیگ ہی کرے گی۔ یہ بات کانگریس، خضر حیات اور انگریزوں کو قبول نہیں تھی۔ اس لئے یہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔ اس ناکامی میں مسلم لیگ کو بہت فائدہ ہوا اور مسلمان مرکز میں کانگریس کی بالادستی سے بچ گئے۔

سوال4: کابینہ مشن پلان کی صوبائی گروہ بندی اور ہندوستانی ردعمل کی وضاحت کریں۔

جواب: 1- تین صوبائی گروپ:

ہندوستان کو تین صوبائی گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا جو اس طرح ہوں گے۔

گروپ A: ہندو اکثریتی صوبے یعنی اڑیسہ، بہار، بمبئی، یوپی، سی پی اور مدراس۔

گروپ B: مغربی مسلمان اکثریتی صوبے یعنی پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان۔

گروپ C: مشرقی مسلمان اکثریتی صوبے یعنی بنگال اور آسام۔

2- **وفاق:** درج بالا تین صوبائی گروپوں کے اوپر آل انڈیا یونین ہوگی جو دفاع، مواصلات اور خارجہ امور کنٹرول کرے گی۔ مرکزی حکومت کو مرکزی محکمہ جات کے اخراجات کے لیے ماحولیاتی امور پر کنٹرول ہوگا۔ وفاقی یونین کے اختیارات کے علاوہ تمام اختیارات صوبوں کو دیئے جائیں گے۔

3- **دستور ساز اسمبلی:** مرکز میں ایک دستور ساز اسمبلی ہوگی جس کا انتخاب صوبائی اسمبلیوں کے منتخب ارکان کریں گے۔ ہر صوبائی اسمبلی کو دستور ساز اسمبلی میں صوبے کی نمائندگی اس صوبے کی آبادی کے تناسب سے ہوگی۔ پہلے اجلاس میں تینوں گروپ اپنے دساتیر تیار کریں گے اور پھر مل کر یونین دستور تیار کریں گے۔ کسی بھی صوبے کو ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں جانے کا اختیار ہوگا۔

4- **کمیونٹی:** ہر صوبے میں تین کمیونٹی ہوں گی یعنی مسلمان، سکھ اور جنرل (نان مسلم اور نان سکھ) ہر ایک کمیونٹی کو اس کی آبادی کے تناسب سے نمائندے منتخب کرنے کا اختیار ہوگا۔

5- **ٹیکس:** مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو ٹیکس لگانے کا اختیار ہوگا تاکہ وہ اپنے اخراجات برداشت کر سکیں۔

6- **وائسرائے کی کونسل:**

وائسرائے کی انتظامی کونسل کا از سر نو تعین کیا جائے گا اور اس میں ہندوستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

7- عبوری حکومت:
کابینہ مشن پلان میں عبوری حکومت کے قیام کو بڑی اہمیت دی گئی اور کہا گیا کہ اس حکومت میں ہندوستان کی بڑی سیاسی جماعتیں شامل ہوں گی۔ مرکزی حکومت میں کل چودہ وزراء ہوں گے۔ چھ کانگریس، پانچ مسلم لیگ، ایک سکھ، ایک عیسائی اور ایک پارسی ہوگا۔ یہ اعلان کیا گیا کہ جو پارٹی اس منصوبے کو منظور کرے صرف اسے عبوری حکومت میں شامل کیا جائے گا۔

8- تین صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین بنائیں گے اور خود مختار ہوں گے۔

کابینہ مشن منصوبہ پر ردعمل (Reaction on the Plan)

کانگریس کا ردعمل:
کانگریس نے اس منصوبے پر مثبت ردعمل کا اظہار کیا اور اسے جزوی طور پر قبول کیا کیونکہ اس میں براہ راست پاکستان کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ کانگریس نے عبوری حکومت میں شامل ہونے سے انکار کیا البتہ آئین ساز اداروں تک رسائی حاصل کرنے کی بات تسلیم کی۔ کانگریس نے صوبائی گروپوں کی مخالفت کی اور مضبوط مرکزی حکومت کے قیام پر زور دیا۔ کانگریس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ صوبوں کو حق دیا جائے کہ چاہے تو کسی گروپ میں شامل نہ ہوں۔ کرپس نے کانگریس کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔

مسلم لیگ کا ردعمل:
چونکہ کابینہ مشن پلان میں پاکستان کا مطالبہ براہ راست منظور نہیں کیا گیا تھا اس لئے قائداعظم نے اس منصوبے پر شدید تنقید کی۔ مسلم لیگ نے تشکیل پاکستان کا عزم دہرایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے کابینہ مشن پلان تسلیم بھی کیا۔ اس کی دو اہم وجوہات تھیں یعنی لیگ کی خواہش تھی کہ ہندو، مسلم مسئلے کا پرامن حل نکلے اور یہ کہ صوبائی گروپوں کی شکل میں بالواسطہ پاکستان کا مطالبہ تسلیم کیا گیا تھا۔ مسلم لیگ کا یہ فیصلہ کانگریس اور بعض راہنماؤں کے لئے تعجب سے خالی نہیں تھا۔ بہرحال وائسرائے لارڈ ویول نے مسلم لیگ کی کابینہ مشن پلان کی منظوری کے باوجود عبوری حکومت میں شمولیت کی دعوت نہیں دی جس پر مسلم لیگ نے بمبئی کی میٹنگ میں کابینہ مشن پلان کی منظوری واپس لے لی اور حکومت کے خلاف راست اقدام کی قرارداد منظور کی۔ بعد میں مسلم لیگ عبوری حکومت میں شامل ہوئی۔

سوال5: قانون آزادی ہند کی اہم خصوصیات کیا تھیں۔ وضاحت کریں۔

جواب: اہم خصوصیات:

1- 15 اگست 1947ء کو ہندوستان پر برطانوی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہندوستان کو دو آزاد اور خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

2- دونوں ممالک کے قانون ساز ادارے قانون سازی کر سکیں گے۔

3- جب تک اپنے لئے دستور سازی نہ کر سکے تو اس وقت تک قانون حکومت ہند 1935ء کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس میں اپنی ضرورت کے مطابق تبدیلی بھی کر سکتے ہیں۔

4- شاہی ریاستوں کے ساتھ برطانیہ کے معاہدات ختم تصور ہوں گے اور شاہی ریاستیں اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ اپنے عوام کی مرضی اور دونوں ممالک کے ساتھ بات چیت کے ذریعے کرے۔

5- سیکرٹری آف سٹیٹ کا عہدہ ختم کیا گیا۔

اس قانون کی رو سے 14 اگست 1947ء کو پاکستان بنا اور 15 اگست 1947ء کو ہندوستان یا بھارت بنا۔

سوال6: پاکستان کی تشکیل میں قائداعظم کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: پاکستان کی تشکیل میں قائداعظم کا کردار:
قائداعظم محمد علی جناح نے باقاعدہ طور پر 1906ء سے برصغیر کی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ آپ 1910ء میں بمبئی کے مسلم حلقہ انتخاب سے مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے۔ سیاست کے ابتدائی دور میں انڈین نیشنل کانگریس کے سرگرم رکن رہے۔ 1913ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں بھی شمولیت اختیار کر لی۔ قائداعظم محمد علی جناح کافی عرصہ کانگریس اور مسلم لیگ کے بیک وقت رکن رہے۔ آپ کی کوششوں سے 1915ء میں مسلم لیگ اور کانگریس کے مشترکہ اجلاس بمبئی میں منعقد ہوئے اور پھر 1916ء میں دونوں جماعتوں کے درمیان "میثاق لکھنؤ" ہوا۔ یہ اتحاد قائداعظم محمد علی جناح کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ مسلم لیگ کی قائد کی حیثیت سے پاکستان حاصل کیا اور پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

پاکستان کا ظہور آپ کی انتھک کوشش، بے مثال ذہانت اور بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے۔ مسلمانان ہند کے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے آپ کی طویل جدوجہد اور بالآخر حصول پاکستان کا عظیم کارنامہ ان کی قومی و ملی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قائداعظم کا کردار درج ذیل نکات میں واضح کیا گیا ہے۔

1- **میثاق لکھنؤ:**
جناح صاحب سمجھتے تھے کہ انگریز ہندو اور مسلمان دونوں کا مشترکہ دشمن ہے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ کانگریس اور مسلم لیگ متحد ہو کر انگریز کے خلاف جنگ لڑیں۔ قائداعظم کی بے لوث کوشش سے 1916ء کا میثاق لکھنؤ معرض وجود میں آیا جس میں پہلی مرتبہ کانگریس نے

Scanned with CamScanner

جداگانہ انتخاب کا مطالبہ تسلیم کیا۔ میثاق لکھنو کے ذریعے کانگریس نے مسلمانوں کی اہمیت تسلیم کی۔

2- چودہ نکات:

برصغیر میں آئینی اصلاحات کی غرض سے انگریز حکومت نے ہندوستان کی سیاسی جماعتوں سے تجاویز طلب کیں اور طنزاً کہا کہ ہند کی جماعتیں دستور سازی کے اہل نہیں۔ اس پر آل پارٹیز کانفرنس نے نہرو رپورٹ کی شکل میں تجاویز پیش کیں۔ چونکہ اس رپورٹ میں لیگ سے کیے گئے لکھنو معاہدے سے روگردانی کی گئی تھی اس لئے نہرو رپورٹ کے ردعمل میں قائداعظم نے مسلمانان ہند کے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے چودہ نکاتی پروگرام پیش کیا۔ چودہ نکات ایک تاریخی دستاویز ہے اور یہی نکات وسعت اور عملی شکل اختیار کر کے قیام پاکستان کا سبب بنے۔

3- گول میز کانفرنس:

ہند کے لیے مستقبل کے دستوری اصلاحات کی غرض سے انگلستان میں آل انڈیا سیاسی جماعتوں کا اجلاس گول میز کانفرنسز کی شکل میں طلب کیا گیا۔ یہ کانفرنسز 1930ء تا 1931ء حکومت برطانیہ کی دعوت پر انگلستان میں منعقد ہوئیں۔ ان میں قائداعظم نے ہندوستان کے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ اور ہندوستان کے آئینی مسائل کو حل کرنے کے لیے مثبت تجاویز پیش کیں۔ آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی بھرپور راہنمائی کی اور برطانوی حکومت کو ہند کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق سے خبردار کیا۔

4- مسلم لیگ کی قیادت:

علامہ اقبال کی دعوت پر قائداعظم نے انگلستان سے واپس آ کر مسلم لیگ کی صدارت سنبھالی۔ آپ نے شب و روز کی محنت سے مسلم لیگ کو منظم کیا، ملک کے طول و عرض میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں اور اسے صحیح معنوں میں ایک متحرک اور فعال جماعت بنا دیا۔ مسلم لیگ میں جان ڈالنے کا سہرہ قائداعظم محمد علی جناح کے سر ہے۔ قائداعظم نے مسلم لیگ کی ایسی تنظیم نو کی کہ 1946ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لیے مخصوص تمام نشستیں جیتیں۔ تشکیل پاکستان کے بعد دسمبر 1947ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی۔

5- آئینی معاملات پر محتاط ردعمل:

قائداعظم محمد علی جناح ایک دوراندیش قائد تھے۔ آپ نے برطانوی حکومت کے آئینی اصلاحات یعنی کرپس مشن، کیبنٹ مشن پلان، قانون حکومت ہند 1935ء تین جون کا منصوبہ وغیرہ پر بہت محتاط ردعمل کا اظہار کیا۔ اس حوالے سے ہندوستانی مسلمانوں کے مفادات کو مدنظر رکھا۔ تاریخی اجلاس منعقدہ منٹو پارک لاہور میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی جس میں مسلمانان ہند کے لئے ایک الگ ریاست کے قیام کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ قائداعظم کی ولولہ خیز قیادت اور بےلوث مخلصانہ رہنمائی میں ہی مسلمان قیام پاکستان کے نصب العین کے حصول میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

سوال 7: پاکستان کی تخلیق میں اقلیتوں کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: پاکستان کی تخلیق میں اقلیتوں کا کردار

محمد علی جناح سیاست میں رواداری کے علمبردار تھے۔ اس لئے تحریک پاکستان میں غیر مسلموں نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے افکار اور عمل سے ہندو، سکھ، پارسی، یہودی اور عیسائی وغیرہ بے حد متاثر تھے۔ یہ لوگ ان علاقوں میں آباد تھے جہاں پاکستان نے بننا تھا۔ سب سے اہم اقلیتی شخصیت جو تحریک پاکستان میں پیش پیش تھے وہ تھے جوگندر ناتھ منڈل جس کا تعلق بنگال سے تھا۔ اس طرح اردو بولنے والی پٹی کے جگ ناتھ آزاد بھی پیش پیش تھے۔ منڈل نے ہمیشہ تحریک پاکستان میں ہندوؤں کی نمائندگی کی اور تشکیل پاکستان کے مطالبے کا ساتھ دیا۔ آپ کا شمار پاکستان کے بانیوں میں سے ہے۔ جب پاکستان بنا تو قائداعظم اور لیاقت علی خان کی حکومت نے جوگندر ناتھ منڈل کو آپ کی جدوجہد اور اخلاص کے سبب قانون اور انصاف کا وزیر مقرر کیا۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس 10 اگست 1947ء کو جوگندر ناتھ کی صدارت میں ہوا۔ 25 اکتوبر 1946ء کو جب مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تو اپنے پانچ مرکزی وزراء میں ایک وزیر برائے قانون سازی کے لئے جوگندر ناتھ منڈل کو نامزد کیا۔

ہندوؤں کے علاوہ عیسائی بھی قائداعظم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے تھے۔ عیسائیوں کے قائدین سر وکٹر ٹرنر اور رابرٹ کارنیلیس قائداعظم کے پراعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کی قیادت میں پاکستانی علاقوں میں آباد عیسائیوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کارنیلیس بہت تعلیم یافتہ اور ماہر انسان تھے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد آپ کو ملک کے معاشی اور مالیاتی منصوبہ بندی کا ذمہ دار بنایا گیا۔ وکٹر ٹرنر بھی کوئی معمولی عیسائی قائد نہ تھا بلکہ اس کی جدوجہد آزادی میں فعال کردار ادا کرنے پر قائداعظم اور لیاقت علی خان کی حکومت میں اقتصادی امور، ٹیکس اور انتظامی امور کا مشیر مقرر کیا گیا۔ کارنیلیس کو جناح صاحب نے ان کی شاندار خدمات کے اعتراف میں لاہور ہائی کورٹ بنچ کا چیف جسٹس بنایا اور لیاقت علی خان نے آپ کو سیکرٹری قانون کا عہدہ دیا۔

ہندو، عیسائی، سکھ اور پارسی فرقوں نے نہ صرف تشکیل پاکستان میں حصہ لیا بلکہ پاکستان کی ترقی اور خوشحالی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اقلیتوں کی نمائندگی میں پاکستانی جھنڈے کا ایک چوتھائی سفید حصہ اقلیتوں کی نمائندگی کے لیے دیا گیا ہے۔

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

جغرافیہ

باب 1

نقشے اور شماریاتی اشکال

-1 خالی جگہیں پر کریں۔

(i) اشیا کے موازنے کے لیے..........استعمال کیا جاتا ہے۔
(دائروی گراف، خطی گراف، بار گراف، ڈاٹ نقشہ)

(ii) تقسیمی نقشوں کی..........اقسام ہیں۔ (4، 3، 2، 1)

(iii) دائروی گراف اعداد کے..........کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
(موازنے، تقسیم، اضافے، کمی)

(iv) مختلف اشیا میں وقت کے ساتھ واقع ہونے والی تبدیلی کو.......... پر دکھایا جاتا ہے۔
(بار گراف، خطی گراف، دائروی گراف، منقسم گراف)

(v) مختلف اشیاء کی فیصدی تقسیم کو..........کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔ (ڈاٹ نقشے، خطی گراف، دائروی گراف، بار گراف)

جوابات:

(i) بار گراف (ii) 3
(iii) تقسیم (iv) خطی گراف
(v) دائروی گراف

-2 صحیح اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں:

(i) نقشہ زمین کی اصلی ساخت کی نمائندگی کرتا ہے۔

(ii) کوروپنتھ نقشہ مقداری نقشوں کی قسم ہے۔

(iii) بار گراف اشیا کے موازنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(iv) نقطوں کا استعمال کوروپلٹ نقشوں میں ہوتا ہے۔

(v) شماریاتی اشکال کو اعداد و شمار کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جوابات:

(i)	غلط	(ii)	صحیح	(iii)	غلط
	(iv)	صحیح	(v)	صحیح	

مختصر اور تفصیلی جوابات

-3 مختصر جواب دیں:

س(i) نقشے کی تعریف کریں۔

جواب: نقشہ زمینی سطح یا اس کے کچھ حصے کا ایک خاص پیمانے اور پروجیکشن (Projection) کے مطابق ایک ہموار سطح پر نمائندگی کرتا ہے۔

س(ii) تقسیمی نقشے سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ نقشے کسی علاقے میں مختلف اشیاء کے اعداد و شمار کی تقسیم کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان نقشوں کی دو اقسام ہیں:

الف۔ ڈاٹ یا نقاطی نقشے ب۔ عکسی/کوروپنتھ نقشے

-4 تفصیلی جواب تحریر کریں۔

س(i) کوروپلتھ اور ڈاٹ نقشوں کی وضاحت کریں۔

جواب: ڈاٹ یا نقاطی نقشے (Dot Maps):

ڈاٹ نقشوں میں اشیا کی تقسیم کو نقاط کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔ نقطہ کسی چیز کی خاص مقدار کو ظاہر کرتا ہے۔ زیادہ نقاط زیادہ مقدار اور کم نقاط کم مقدار کو ظاہر کرتے ہیں۔ ڈاٹ نقشہ بناتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

الف۔ نقطے کا سائز (Size of Dot)

نقطوں کا سائز ہمیشہ ایک جتنا ہونا چاہیے جو نہ تو اتنا بڑا ہو کہ ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں اور نہ اتنا چھوٹا کہ دیکھنے میں مشکل ہو۔

ب۔ نقطوں کی جگہ (Placing of Dot)

نقطوں کو بہت احتیاط کے ساتھ لگانا چاہیے۔ نقطے لگاتے وقت علاقے کی قدرتی اور ثقافتی خصوصیات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

عکسی/کوروپلتھ نقشے (Choropleth Maps)

یہ تقسیمی نقشوں کی ایک اور اہم قسم ہے۔ یہ نقشے تیار کرنے کے لیے مختلف رنگوں یا عکسوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر رنگ یا عکس اکائی علاقے پر مختلف مقداروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی علاقے کی آبادی کی گنجانیت (افراد فی مربع کلومیٹر) کو نقشے پر دکھانا ہو تو مختلف رنگوں کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ آبادی کی گنجانیت میں تبدیلی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ گنجان آباد علاقوں کو ہلکے جبکہ زیادہ گنجان آباد علاقوں کو گہرے رنگوں سے دکھایا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رنگوں کی گہرائی میں اضافہ گنجانی کی شدت پر منحصر ہے۔

س(ii) شماریاتی اشکال کیا ہیں؟

جواب: شماریاتی اشکال (Statistical Diagrams)

گراف: یہ اشکال مختلف مقداری اعداد و شمار کے تعلق اور موازنہ کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً بارش، درجہ حرارت اور فصلوں کی پیداوار کے اعداد و شمار۔ یہ اشکال بڑے اعداد و شمار کو دکھانے میں بہت مددگار ہوتی ہیں۔ اعداد و شمار مختلف ذرائع جیسے کتابوں یا مشاہدات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یہ اشکال خط (Line)، ستون (Bar) یا دائرے (Circle) کی شکل میں ہوتے ہیں۔ علم جغرافیہ میں استعمال ہونے والی چند اہم اشکال کی تفصیل نیچے دی گئی ہیں۔

-1 خطی گراف (Line Graph)

یہ گراف کسی خاص مدت کے دوران اعداد و شمار میں ہونے والی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے۔ جغرافیہ میں اسے بارش، درجہ حرارت، آبادی، پیداوار اور تجارت وغیرہ میں تبدیلی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

-2 ستونی گراف یا بار گراف (Bar Graph)

یہ شماریاتی اعداد و شمار کو دکھانے کے لیے استعمال ہونے والی اشکال کی ایک اور اہم قسم ہے۔ اس گراف میں اعداد و شمار کو ستون کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔ بار کی لمبائی اشیا کی مقدار کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ جغرافیہ میں بڑے پیمانے پر استعمال کیا جانے والا سادہ ترین گراف ہے۔ یہ کئی بار پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر بار، گراف پر دکھائی جانے والی چیز کی مقدار کو ظاہر کرتا ہے۔ بار کو دونوں افقی یا عمودی انداز میں کھینچا جا سکتا ہے۔ جغرافیہ میں اسے عمودی طور پر اشیا کے موازنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

-3 دائروی گراف (Pie Graph)

دائروی گراف کے لیے اعداد و شمار عام طور پر فی صد مقدار کی شکل میں دی گئی ہوتی ہیں۔ دائروی گراف بنانے کے لیے ایک دائرے کو اعداد کے مطابق زاویوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر زاویہ کسی چیز کی فیصد مقدار کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ تقسیم گھڑی کے 12 بجے کے خط سے شروع ہوتی ہے اور گھڑی وار سمت میں بڑی مقدار سے چھوٹی مقدار کی طرف جاتی ہے۔

س(iii) شماریاتی اشکال کی خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالیں۔

جواب: شماریاتی اشکال کی خوبیاں اور خامیاں

خوبیاں (Merits)

-1 شماریاتی اشکال پڑھنے اور سمجھنے میں آسان ہوتی ہیں۔

-2 لمبے اعداد و شمار سے اکثر اوقات نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ شماریاتی اشکال نتیجہ اخذ کرنے میں آسانی پیدا کرتی ہیں۔

-3 شماریاتی اشکال زیر مطالعہ اعداد و شمار میں موازنے کو آسان بناتی ہیں۔

-4 زیادہ تر شماریاتی اشکال بنانے اور سمجھنے میں آسان ہوتی ہیں اس لیے وقت کو ضائع ہونے سے بچاتی ہیں۔

خامیاں (Demerits)

-1 شماریاتی اشکال بنانے کے لیے اچھا خاصا تجربہ درکار رہتا ہے۔

-2 اگرچہ یہ اشکال اعداد و شمار کی نمائندگی میں آسانی پیدا کرتی ہیں تاہم یہ اعداد و شمار کے متبادل نہیں ہو سکتیں۔

☆☆☆☆☆

باب 2

زمینی خدوخال کو تبدیل کرنے والے عوامل

-1 خالی جگہیں پر کریں۔

(i) وہ جگہ جہاں سے دریا نکلتا ہے.............کہلاتا ہے۔

(ii) دریا کا عمل.............تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

(iii) دریا کا وزن چھوٹے ذرات سے لے کر .... پر مشتمل ہوتا ہے۔

(iv) نیاگرا آبشار.............میں واقع ہے۔

(v) نوکدار چوٹی.............کے عمل کٹاؤ کے نتیجے میں بنتی ہے۔

جوابات:

(i)	منبع	(ii)	عمل کٹاؤ، عمل منتقلی، عمل تہہ نشینی
(iii)	پتھر	(iv)	امریکہ
(v)	گھساؤ		

-2 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) بازوؤں والی کرسی جیسے زمینی نقش کو...........کہتے ہیں۔
(ایریٹ، کیٹل، سرک، ٹارن)

(ii) میٹرہارن.............میں واقع ہے۔
(پاکستان، بنگلہ دیش، سوازی لینڈ، سوئٹزرلینڈ)

(iii) خروج (Blow out) کو تخلیق دینے والا عامل......ہے۔
(لہریں، گلیشیئر، ہوا، دریا)

(iv) دنیا کا سب سے بڑا براعظمی گلیشیئر...........کا ہے۔
(پاکستان، انٹارکٹیکا، امریکہ، گرین لینڈ)

(v) لوئس کا میدان.............کی تہہ نشینی کے نتیجے میں بنتا ہے۔
(دریا، ہوا، گلیشیئر، لہروں)

جوابات:

(i)	سرک	(ii)	سوئٹزرلینڈ	(iii)	ہوا
(iv)	انٹارکٹیکا	(v)	ہوا		

-3 صحیح اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں۔

(i) دریا سطح زمین پر تبدیلی لانے والا سب سے اہم عامل ہے۔

(ii) جوں ہی دریا اپنے وزن کو منتقل کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے تو یہ تہہ نشینی کا عمل شروع کر دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(iii) دریائے سندھ نے بحیرہ عرب سے ملنے کے مقام پر ایک ڈیلٹا بنایا ہے۔

(iv) دریا اپنی طبعی طاقت کی مدد سے ریت اور گرد کو اڑا لے جاتا ہے۔

جوابات:

(i)	صحیح	(ii)	صحیح
(iii)	صحیح	(iv)	غلط

مختصر جواب دیں:

سوال i: دریا کے مختلف مراحل کون کون سے ہیں؟

جواب: دریا کے مراحل:

دریا اپنے منبع سے لے کر دھانے تک کٹاؤ، منتقلی اور تہہ نشینی کے مراحل سے گزرتا ہوا زمین پر نقوش بناتا ہے۔ دریائی بہاؤ کے مکمل راستے کو تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(i) وسطی یا میدانی مرحلہ

(ii) زیریں یا ڈیلٹائی مرحلہ

سوال ii: آبشار کیا ہوتی ہے؟

جواب: پانی کے بلندی سے گرنے کو آبشار کہتے ہیں۔ یہ دریائی فرش میں موجود نرم اور سخت چٹانوں کی وجہ سے بنتی ہے۔ دریا نرم چٹان کو کاٹتا ہے اور سخت چٹان اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے جس سے ایک ڈھلان بنتی ہے جب پانی اس ڈھلان سے گرتا ہے تو آبشار بنتی ہے۔

سوال iii: براعظمی گلیشیئر کی تعریف کریں۔

جواب: براعظمی گلیشیئر ایک پورے براعظم یا براعظم کے ایک بڑے حصے پر پھیلا ہوتا ہے۔ اس کے وسیع پھیلاؤ کی وجہ سے برف کی چادر (Ice Sheets) بھی کہتے ہیں۔ مثلاً انٹارکٹیکا کے گلیشیئرز۔

سوال iv: ریت کے ٹیلوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہوا کی تہہ نشینی کے عمل سے زمین پر ریت کے ڈھیر لگ جاتے ہیں جنہیں ریت کے ٹیلے کہتے ہیں۔ ہوا چلنے والی سمت سے ریت اٹھا کر مخالف سمت میں ذخیرہ کرتی رہتی ہے۔ ریت کے ٹیلوں کی شکل اور جگہ بدلتی رہتی ہے۔

سوال v: لہریں کیا ہوتی ہیں؟

جواب: پانی کی اوپر نیچے حرکت یا ارتعاشی حرکت کو لہر کہتے ہیں۔ لہریں جھیلوں اور سمندروں میں بنتی ہیں۔ یہ بھی زمینی خدوخال کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

تفصیلی جوابات

سوال: دریا کے عمل کٹاؤ کی وضاحت کریں اور اس کے نتیجے میں بننے والے خدوخال بیان کریں۔

جواب: دریا کا عمل کٹاؤ (Erosional Work of River)

دریا زمینی کٹاؤ کا ایک طاقتور عامل ہے جو وادی کے کناروں اور فرش سے مواد کو کاٹ کر لے جاتا ہے۔ یہ مواد ریت، مٹی، بجری اور پتھروں کی شکل میں ہوتا ہے۔ عمل کٹاؤ دریائی راستے کی ڈھلان، پانی کی رفتار اور حجم اور چٹانوں کی ساخت پر منحصر ہے۔ دریا کا عمل کٹاؤ چار مراحل میں ہوتا ہے۔

(i) کریدیا رگڑ (Corrosion or Abrasion)

دریا بڑے اور بھاری پتھروں کو اپنے فرش کے ساتھ لڑھکاتے ہوئے لے جاتا ہے۔ یہ پتھر دریا کی وادی کو افقی یعنی کناروں کی طرف اور عمودی یعنی نیچے کی طرف کاٹتے رہتے ہیں۔ اس عمل کو کرید یا رگڑ کہتے ہیں۔

(ii) محلول (Solution)

چٹانوں کے بعض ذرات پانی میں قابل تحلیل ہوتے ہیں جو دریا کے پانی میں با آسانی حل ہوتے ہیں۔ دریا چٹانوں کے قابل تحلیل حصوں جیسے چٹانی نمک اور چونے کے پتھر کو کاٹ کر محلول کی شکل میں بہالے جاتا ہے۔

(iii) پانی کی حرکی قوت کا عمل (Hydraulic Action)

یہ بہتے پانی کی وہ قوت ہے جس کے ذریعے دریا ٹھوس چٹانوں کے کمزور حصوں کو کاٹ کر بہالے جاتا ہے۔

(iv) عمل گھساؤ (Attrition)

پتھروں کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا کر توڑ پھوڑ کے عمل کو عمل گھساؤ کہتے ہیں۔ اس عمل کے دوران بڑی بڑی چٹانیں ٹوٹ کر چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ پتھروں کے ترچھے اور بے قاعدہ کنارے ہموار ہو کر گول پتھروں اور بجری میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

-2 دریا کا عمل انتقال (Transportation Work of River)

دریا عمل کٹاؤ کے ذریعے حاصل کرنے والے مواد کو اپنے ساتھ بہا کر دوسری جگہوں پر منتقل کرتا ہے۔ اس مواد کو دریا کا وزن کہتے ہیں۔ یہ وزن چھوٹے ذرات سے لے کر بڑے پتھروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ دریا کی منتقلی کا عمل وادی کی ڈھلان اور پانی کے حجم پر منحصر ہوتا ہے۔

-3 دریا کی تہہ نشینی کا عمل

جب دریا میدانی علاقے میں داخل ہوتا ہے تو اس کی رفتار

Scanned with CamScanner

آہستہ اور وزن منتقل کرنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً دریا اپنے وزن کو کناروں اور فرش پر ذخیرہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ بڑے اور بھاری پتھروں کی تہہ نشینی پہلے ہوتی ہے جبکہ بجری، چھوٹے پتھر، ریت اور ذرات وغیرہ کو بعد میں تہہ نشین کرتا ہے۔ دریا کے عمل وزن کا صرف ایک چوتھائی حصہ دہانے تک لے جاتا ہے جو جھیل، بحیرہ یا سمندر میں ذخیرہ ہو جاتا ہے۔

دریا کے عمل سے بننے والے ترتیبی نقوش

دریا اپنے منبع سے لے کر دہانے تک کٹاؤ، منتقلی اور تہہ نشینی کے ذریعے مختلف زمینی نقوش بناتا ہے۔ دریائی بہاؤ کے مکمل راستے کو تین مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) **بالائی یا پہاڑی مرحلہ**

(2) **وسطی یا میدانی مرحلہ**

(3) **زیریں یا ڈیلٹائی مرحلہ**

دریائی بہاؤ کے ان تین مراحل کے دوران مختلف نقوش وجود میں آتے ہیں۔

(1) **بالائی یا پہاڑی مرحلہ**

دریا کے منبع سے لے کر میدانی علاقوں میں داخل ہونے تک کے راستے کو بالائی یا پہاڑی مرحلہ کہتے ہیں۔ اس مرحلے میں کٹاؤ کا عمل زیادہ ہوتا ہے۔ کٹاؤ دونوں افقی اور عمودی سمتوں میں ہوتا ہے۔ لیکن عمودی کٹاؤ کا عمل زیادہ اور تیز ہوتا ہے۔ اس مرحلے کے دوران دریا مندرجہ ذیل زمینی نقوش بناتا ہے۔

(i) **گھاٹی یا کھائی (Gorge/Canyon)**

دریا کے عمودی کٹاؤ کی وجہ سے ایک گہری اور تنگ وادی وجود میں آتی ہے جسے گھاٹی یا کھائی کہتے ہیں۔ دریائے سندھ نے اپنے بالائی مرحلے میں گہری گھاٹیاں بنائی ہیں۔ گھاٹی کی سب سے بہترین مثال داسو پٹن کی گھاٹی ہے۔ یہ گھاٹی دریائے سندھ نے خیبر پختونخواہ کے ضلع کوہستان میں بنائی ہے۔

(ii) **V شکل کی وادی (V-Shaped Valley)**

یہ وادیاں تب بنتی ہیں جب عمودی اور افقی کٹاؤ دونوں ایک ساتھ ہو رہے ہوں۔ عمودی کٹاؤ وادی کو گہرا بناتا ہے جبکہ افقی کٹاؤ اسے کناروں کی طرف چوڑا بنا کر V شکل کی وادی میں تبدیل کرتا ہے۔

(iii) **آبشار (Waterfall)**

جب پانی کافی بلندی سے نیچے گرتا ہے تو اسے آبشار کہتے ہیں۔ یہ دریائی فرش میں موجود نرم اور سخت چٹانوں کی وجہ سے بنتی ہے۔ دریا نرم چٹان کو کاٹتا ہے جبکہ سخت چٹان اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ نتیجتاً ایک ڈھلان وجود میں آتی ہے۔ جب پانی اس ڈھلان سے گرتا ہے تو آبشار وجود میں آتی ہے۔ امریکہ میں واقع نیاگرا آبشار اس کی بہترین مثال ہے۔

(2) **وسطی یا میدانی مرحلہ**

جب دریا پہاڑوں سے نکل کر میدانوں میں داخل ہوتا ہے تو اس کی رفتار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہ مرحلہ میدانی مرحلہ کہلاتا ہے۔ اس مرحلے میں دریا تہہ نشینی کا عمل شروع کرتا ہے۔ میدان مرحلے میں دریا مندرجہ ذیل زمینی نقوش بناتا ہے۔

(i) **سیلابی میدان اور قدرتی پشتے**

میدانی مرحلے میں دریا سیلاب کے دوران ریت اور مٹی وغیرہ کو اپنے کناروں پر پھیلا کر ذخیرہ کرتا ہے۔ ہر سیلاب کے دوران ایک نئی تہہ ذخیرہ ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ ایک سیلابی میدان وجود میں آتا ہے۔ اس عمل کے ساتھ ساتھ کچھ مواد دریا کے کناروں پر جمع ہوتا رہتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی اونچائی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جس سے قدرتی پشتے وجود میں آتے ہیں۔

(ii) **پیچ و خم (Meanders)**

عام طور پر دریا میدانی مرحلے میں سیدھا نہیں بہتا بلکہ زمین کے خدوخال کے مطابق راستہ تبدیل کرتا رہتا ہے۔ نتیجتاً دریا گولائیاں اختیار کرتا ہے اور موڑوں کی شکل میں بہتا ہے جسے پیچ و خم کہا جاتا ہے۔

(iii) **ہلال نما/آکس بو جھیلیں (Oxbow Lakes)**

یہ جھیلیں اس وقت بنتی ہیں جب دریا کے دو خم گولائی اختیار کر کے آپس میں ملتے ہیں۔ ایسی صورت میں پانی موڑ کی بجائے سیدھا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور دریا کا خم ایک ہلال نما یا بیل کے کھرپے جیسی جھیل کی شکل میں الگ رہ جاتا ہے جسے آکس بو یا ہلال نما جھیل کہتے ہیں۔

(iv) **دریائی پنکھا اور دریائی مخروط**

جب دریا پہاڑوں سے میدانوں میں داخل ہوتا ہے تو اس کی رفتار سست پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی مواد لے جانے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً دریا اپنا مواد پہاڑ کے دامن میں ذخیرہ کر دیتا ہے جس سے دریائی مخروط وجود میں آتے ہیں۔

دریا کا پانی اس مخروط کو پنکھے کے پروں جیسے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے جسے دریائی پنکھے کہتے ہیں۔

-3 **زیریں یا ڈیلٹائی مرحلہ**

یہ دریا کا سب سے آخری مرحلہ ہے جہاں یہ جھیل یا سمندر میں داخل ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں دریا کا سارا عمل تہہ نشینی کی صورت میں ہوتا ہے۔

(ii) **ڈیلٹا (Delta)**

جب دریا کسی جھیل یا سمندر میں داخل ہوتا ہے تو اس کا سفر ختم ہو

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

جاتا ہے۔ اس مقام پر دریا کا وزن صرف چھوٹے ذرات اور ریت پر مشتمل ہوتا ہے۔ دریا اس مواد کو اپنے دہانے پر ذخیرہ کر دیتا ہے اور ایک تکون نما زمینی شکل بناتا ہے جسے ڈیلٹا (D) کہتے ہیں۔ اس زمینی نقش کو ڈیلٹا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ یونانی حرف ڈیلٹا کی طرح ہوتا ہے۔ دریائے سندھ نے بحیرہ عرب میں داخل ہونے کے مقام پر 163,000 مربع کلومیٹر وسیع ڈیلٹا بنایا ہے جسے دنیا کا سب سے بڑا ڈیلٹا سمجھا جاتا ہے۔

سوال: گلیشیئر کی تعریف کریں اور گلیشیئر ز کی وجہ سے بننے والے زمینی نقوش بیان کریں۔

جواب: گلیشیئر:

قدرتی طور پر جمع شدہ برف کا ایک بہت بڑا تودہ جو ڈھلان کے ساتھ حرکت کرتا ہو یا ماضی میں حرکت کر چکا ہو گلیشیئر کہلاتا ہے۔

قطبین اور بلند پہاڑی علاقوں کا درجہ حرارت اکثر نقطہ انجماد سے نیچے رہتا ہے۔ یہاں برف باری بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ برف تہہ در تہہ جمع ہوتی رہتی ہے۔ اوپر کی تہوں کے دباؤ کی وجہ سے نیچے والی تہہ سخت ہو کر تودے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب یہ تودے کشش ثقل کی وجہ سے نیچے کی طرف حرکت شروع کرتے ہیں تو اسے گلیشیئر کہتے ہیں۔

گلیشیئر کی اقسام (Types of Glacier)

مختلف علاقوں میں مختلف قسم کے گلیشیئر بنتے ہیں۔ گلیشیئر کی شکل کا دارومدار اس سطح پر ہوتا ہے جہاں یہ بنتا ہے۔ شکل اور جسامت کی بنیاد پر گلیشیئر کو تین بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

-1 براعظمی گلیشیئر (Continental Glaciers)

یہ گلیشیئر کی وہ قسم ہے جو ایک پورے براعظم یا براعظم کے ایک بڑے حصے پر پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو وسیع پھیلاؤ کی وجہ سے برف کی چادر (Ice Sheets) بھی کہتے ہیں۔ گرین لینڈ (Greenland) اور انٹارکٹیکا کے گلیشیئر ز براعظمی گلیشیئر کی مثالیں ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا براعظمی گلیشیئر انٹارکٹیکا میں ہے۔

-2 وادی یا پہاڑی گلیشیئر

وہ گلیشیئر جو پہاڑوں کی وادیوں میں بنتے ہیں انہیں وادی یا پہاڑی گلیشیئر کہتے ہیں۔ عموماً یہ گلیشیئر پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی شکل زبان جیسی ہوتی ہے جو وادی میں نیچے کی طرف حرکت کرتے ہیں۔

-3 دامن کوہ کے گلیشیئر (Piedmont Glacier)

کئی گلیشیئر پہاڑوں سے نیچے میدانوں کی طرف حرکت کرتے ہیں۔ ایسے گلیشیئر ز جو پہاڑوں کے دامن میں بنتے ہیں دامن کوہ کے گلیشیئر ز کہلاتے ہیں۔

پاکستان کے گلیشیئر ز: پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقوں میں کئی گلیشیئر ز ہیں جیسے سیاچن، بتورا، بالتورو اور ہسپر وغیرہ۔ یہ گلیشیئر ز ہمارے ملک کے کئی دریاؤں کے لیے منبع ہیں۔ پاکستان میں وادی گلیشیئر کی مشہور مثال قراقرم میں واقع سیاچن گلیشیئر ہے جو 72 کلومیٹر لمبا ہے۔

گلیشیئر ز کے عمل سے بننے والے زمینی نقوش

گلیشیئر زمینی خدوخال میں تبدیلی لانے والا ایک طاقتور عامل ہے۔ دریاؤں کی طرح گلیشیئر بھی کٹاؤ، منتقلی اور تہہ نشینی کا عمل کرتا ہے۔ یہ جس علاقے میں بنتا ہے اور جہاں سے گزرتا ہے وہاں کے خدوخال تبدیل کرتا ہے۔ گلیشیئر کے عمل سے مختلف قسم کے زمینی اشکال بنتے ہیں اور یہ اشکال مختلف گلیشیئر ز کی صورت میں مختلف ہوتی ہیں۔ براعظمی اور وادی گلیشیئر ز کے چند اہم زمینی نقوش درجہ ذیل ہیں۔

-1 براعظمی گلیشیئر کے زمینی نقوش

(i) ڈرملنز (Drumlins)

جب گلیشیئر کسی چٹان سے گزرتا ہے تو یہ اس کی سطح کو کاٹ کر ہموار بناتا ہے۔ یہ عمل سطحی چٹان کو ایسی شکل دیتا ہے جو ٹوکری میں رکھے گئے انڈوں یا الٹی کشتیوں کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ ایسے نقوش کو ڈرملنز کہا جاتا ہے۔

(ii) اجنبی بڑے/ اریٹکس (Eratics)

یہ بڑی بڑی چٹانیں یا پتھر ہوتے ہیں جو گلیشیئر ز کے ساتھ منتقل ہوتے ہیں۔ جہاں برف پگھل جاتی ہے یہ چٹانیں اسی جگہ پر پڑی رہ جاتی ہیں۔ عموماً اریٹکس دور دراز کے علاقوں سے منتقل کیے گئے ہوتے ہیں۔ اس لیے جہاں یہ پڑے ہوتے ہیں وہاں کی چٹانوں سے ان کی ساخت اور شکل مختلف ہوتی ہیں۔

(iii) کیتلی نما گڑھے (Kettles)

کبھی کبھار برف کے بڑے بڑے ٹکڑے گلیشیئر کے مواد میں دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب یہ برف پگھل جاتی ہے تو گہرے گڑھے وجود میں آتے ہیں جنہیں کیتلی نما گڑھے کہتے ہیں۔

(iv) بھیڑ نما پہاڑی (Roche ountonnee)

جب چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں گلیشیئر کے راستے میں آتی ہیں تو گلیشیئر کا مواد انہیں تراشتا ہے۔ یہ پہاڑیاں گلیشیئر کی حرکت کی سمت سے ہموار اور مخالف سمت میں کھردری رہ جاتی ہیں۔ نتیجتاً وجود میں آنے والی ساخت بھیڑ کی شکل کی ہو جاتی ہے اس لیے اسے بھیڑ نما چٹان یا پہاڑی کہتے ہیں۔

-2 وادی گلیشیئر کے بنائے ہوئے زمینی نقوش

(i) سرک (Cirque) گلیشیئر کے بالائی حصے میں بازوں والی

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

کرسی کی طرح کی ایک ساخت وجود میں آتی ہے جسے سرک کہتے ہیں۔ یہ ایک طرف سے کھلی، فرش ہموار اور باقی تینوں اطراف سے عمودی ڈھلان کی صورت میں ہوتی ہے۔

(ii) ٹارن (Tarn)

کبھی کبھار سرک کے نشیبی حصے میں پانی جمع ہو جاتا ہے جس سے ایک جھیل وجود میں آتی ہے اس جھیل کو ٹارن کہتے ہیں۔

(iii) نوکدار چوٹی (Horn)

جب تین یا تین سے زیادہ سرک کسی ایک پہاڑ کے گرد بن جاتی ہیں تو یہ پہاڑ کو ہر طرف سے کاٹ کر ایک نوکدار چوٹی کی شکل دیتی ہیں جسے ہارن (Horn) کہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں واقع میٹر ہارن (Matter Horn) کی چوٹی اس کی مشہور مثال ہے۔

(iv) اریٹ (Arete)

جب کسی پہاڑ کے دونوں جانب وادیوں میں گلیشیئر زبنتے ہیں تو وہ اس پہاڑ کو دونوں اطراف سے تراش لیتے ہیں۔ نتیجتاً پہاڑ کی شکل چاقو کی دھار جیسی بن جاتی ہے جو دونوں طرف سے ڈھلانی ہوتی ہے۔ ایسے پہاڑ کو اریٹ کہتے ہیں۔

(v) مورینز (Morains)

وادی گلیشیئر کے ذخیرہ کردہ مواد کو مورین کہتے ہیں۔ یہ مواد مٹی کے ذرات سے لے کر بڑے بڑے پتھروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ گلیشیئر اپنے مواد کو مختلف جگہوں جیسے کناروں، وسط اور دہانے پر ذخیرہ کرتا ہے۔ وسط میں بننے والے مورین کو وسطی مورین، کناروں پر بننے والے کو بغلی مورین اور دہانے پر بننے والے کو اختتامی مورین کہتے ہیں۔

سوال iii: ہوا کے عمل کٹاؤ سے بننے والے زمینی نقوش تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: صحرائی علاقوں میں ہوا زمینی خدوخال میں تبدیلی لانے والا سب سے طاقتور عامل ہے۔ اگرچہ ہوائیں نئے زمینی نقوش تخلیق نہیں کر سکتیں تاہم یہ موجودہ خدوخال کو تبدیل کرتی رہتی ہیں۔

ہوا کے کٹاؤ کے زمینی خدوخال

ہوا ایک طاقتور طبعی عامل ہے جو ریت اور گرد کے ذرات اٹھا کر اڑا لے جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ بڑے بڑے پتھروں کو بھی اٹھا لے جاتی ہے۔ ہوا کے کٹاؤ کے عمل سے مختلف زمینی نقوش بنتے ہیں جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) خروج (Blow Out)

صحرائی علاقوں میں ہوائیں ڈھیلے ذرات کو اڑا لے جاتی ہیں۔ نتیجتاً ایک نشیب وجود میں آتا ہے جسے خروج کہتے ہیں۔

(ii) کھنبی نما چٹانیں (Mushroom Rocks) کبھی کبھار سخت چٹانیں نرم چٹانوں میں گھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ریت سے لدی ہوائیں نرم چٹانوں کو تراش لیتی ہیں جبکہ سخت چٹان اپنی جگہ پر کھڑی رہ جاتی ہے۔ مزید تراش خراش سے یہ چٹان ایک کھنبی نما شکل اختیار کر لیتی ہے جسے کھنبی نما چٹانیں کہتے ہیں۔

(iii) یارڈانگ (Yardangs)

جب نرم اور سخت چٹانیں ہوا کی سمت میں متوازی ترتیب سے ہوں تو ہوائیں نرم چٹان کو تراش لیتی ہیں جبکہ سخت چٹانیں رہ جاتی ہیں۔ نتیجتاً ڈھلوانی چٹانیں وجود میں آتی ہیں جن کے بیچ میں نرم چٹانوں کی جگہ خالی رہ جاتی ہے۔ ایسے نقوش کو یارڈانگ کہتے ہیں۔

ہوا کی تہہ نشینی کے نقوش

جب ہوا کی رفتار سست پڑ جاتی ہے تو یہ اپنے وزن کو منتقل کرنے کی صلاحیت کھو دیتی ہے اور تہہ نشینی کا عمل شروع کرتی ہیں۔ تہہ نشینی کے عمل سے بننے والے زمینی نقوش میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ریت کے ٹیلے (Sand Dunes)

ہوا کی تہہ نشینی کے عمل سے ریت کے ڈھیر بن جاتے ہیں جنہیں ریت کے ٹیلے کہتے ہیں۔ ہوا چلنے والی سمت سے ریت اٹھا کر مخالف سمت میں ذخیرہ کرتی رہتی ہے اس لیے ریت کے ٹیلوں کی شکل اور جگہ ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ ہواؤں کی سمت ان ٹیلوں کی شکل تبدیل کرتی رہتی ہے۔ شکل کے لحاظ سے ریت کے ٹیلوں کو مندرجہ ذیل قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) برخان (Barchans)

یہ ہلال نما شکل کے ٹیلے ہوتے ہیں جن کے بازو ہوا کی سمت میں ہوتے ہیں۔ برخان سب سے عام پائے جانے والے ریت کے ٹیلے ہیں۔

(ii) لمبے ٹیلے (Longitudinal Dunes)

یہ ریت کی لمبی چوٹیاں ہوتی ہیں جو ہوا کی سمت کے متوازی ہوتی ہیں۔ ہوائیں ریت کو متوازی ٹیلوں کی شکل میں ترتیب دیتی ہیں جس سے لمبے ٹیلے بن جاتے ہیں۔

(iii) آڑے ٹیلے (Transverse Dunes)

لمبے ٹیلوں کی طرح یہ بھی ریت کی لمبی چوٹیاں ہوتی ہیں لیکن یہ ہوا کی سمت کے عموداً بنتی ہیں۔ یہ عموماً سیدھی بنتی ہیں تاہم کبھی کبھی ہلکی گولائی کی شکل میں بھی ہوتی ہیں۔

-2 لوئس کا میدان (Loess Plain)

وہ میدان جو زردی مائل ریت کے ذرات اور گرد کی تہہ نشینی سے وجود میں آتا ہے لوئس کا میدان کہلاتا ہے۔ لوئس جرمن لفظ ہے جس کا مطلب ہے ہلکی زردی مائل گرد۔ عموماً لوئس کے میدان زرخیز اور قابل

Scanned with CamScanner

کاشت ہوتے ہیں۔

سوال4 لہروں کے عمل سے بننے والے زمینی خدوخال کی وضاحت کریں۔

لہروں کے عمل سے بننے والے زمینی خدوخال

پانی کی ارتعاشی حرکت یا اوپر نیچے حرکت کو لہر کہتے ہیں۔لہریں جھیلوں اور سمندروں وغیرہ میں بنتی ہیں۔دریاؤں، ہواؤں اور گلیشیئرز کی طرح لہریں بھی زمینی خدوخال کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ساحلی علاقوں کے زمینی نقوش ہمیشہ لہروں کی عمل کی وجہ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔لہروں کے اندر مواد کاٹنے، منتقل کرنے اور تہہ نشینی کرنے کے لیے کافی قوت موجود ہوتی ہے۔ساحلی علاقوں میں لہروں کی وجہ سے کئی واضح زمینی نقوش بنتے ہیں۔

لہروں کے کٹاؤ سے بننے والے زمینی نقوش

لہروں کے عمل کٹاؤ کے نتیجے میں بننے والے زمینی نقوش مندرجہ ذیل ہیں:

(i) **کیپ اور بے (Caps and Bays)** ساحلی علاقے مختلف مزاحمت کی چٹانوں سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔لہریں ساحل کے ان حصوں سے ٹکراتی ہیں جو پانی کی طرف ہو۔مختلف مزاحمت کی چٹانیں ہونے کی وجہ سے لہریں ساحل کو بے ترتیبی سے کاٹتی ہیں۔ساحل کا کم مزاحمتی حصہ یا نرم چٹان اندر تک کٹ جاتی ہے جس سے بے (خلیج) وجود میں آتی ہے۔دوسری طرف سخت چٹان زیادہ مزاحمت کی وجہ سے پانی کی طرف ابھری ہوئی رہ جاتی ہے اسے کیپ کہتے ہیں۔

(ii) **کھڑی چٹان (Cliff)** ساحل سمندر کے عمودی ڈھلوان والی چٹانوں کو کھڑی چٹانیں کہتے ہیں۔عموماً ساحل کی سخت چٹانیں کٹاؤ میں رکاوٹ ڈالتی ہیں اور عمودی دیوار کی طرح کھڑی رہتی ہین جس سے کھڑی چٹانیں وجود میں آتی ہیں۔

(iii) **سمندری غار (Sea Caves)** جب لہریں کھڑی چٹانوں کی بنیاد کو کاٹتی ہیں تو وہاں گہرے گڑھے بنتے ہیں۔ان گڑھوں کو سمندری غار کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب3

بحر

-1 **خالی جگہیں پر کریں۔**

(i) پانی کے سب سے بڑے قطعات کو........کہتے ہیں۔

(ii) دنیا کا سب سے بڑا سمندر........ہے۔

(iii) سمندر کے پانی میں بہت زیادہ مقدار میں......ہوتے ہیں۔

(iv) دنیا کا تیسرا بڑا سمندر........ہے۔

(v) ماریانہ ٹرنچ بحر........میں واقع ہے۔

جوابات:

(i)	بحر	(ii)	بحرالکاہل
(iii)	نمک	(iv)	بحر ہند
(v)	بحرالکاہل		

-2 **صحیح جواب کا انتخاب کریں۔**

(i) دنیا میں........سمندر ہیں:

(ا) 2 (ب) 3

(ج) 5 (د) 7

(ii) برف کے تودے کا صرف........فیصد حصہ پانی کی سطح پر نظر آتا ہے۔

(الف) 8 (ب) 10

(ج) 12 (د) 14

(iii) ایک فیتھم........فٹ کے برابر ہوتا ہے۔

(الف) 5 (ب) 6

(ج) 7 (د) 8

(iv) بحیرہ........کا پانی بہت کھارا ہے۔

(الف) عرب (ب) احمر

(ج) روم (د) مردار

(v) پاکستان........کے کنارے پر واقع ہے۔

(الف) بحیرہ عرب (ب) بحیرہ احمر

(ج) بحیرہ روم (د) بحیرہ قلزم

جوابات:

(i)	5	(ii)	10
(iii)	6	(iv)	مردار
(v)	بحیرہ عرب		

-3 **صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (x) کا نشان لگائیں۔**

(i) بحراوقیانوس کا بیشتر حصہ منجمد رہتا ہے۔ x

(ii) بحرالکاہل کا پانی پرسکون رہتا ہے۔ ✓

(iii) بحر منجمد شمالی کا پانی گرم ہے۔ x

(iv) آبنائے سویز بحیرہ روم کو بحیرہ احمر سے ملاتی ہے۔ ✓

(v) گلف بے سے چوڑا ہوتا ہے۔ X

Info Hub HRMS SIS SED
Scanned with CamScanner

مختصر سوالات

4- مختصر جواب دیں:

س(i) ہر طرف سے پانی میں گھرے ہوئے خشکی کے ٹکڑے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: ہر طرف سے پانی میں گھرے ہوئے ٹکڑے کو جزیرہ کہتے ہیں۔

س(ii) بحر اور بحیرے میں کیا فرق ہے؟

جواب: بحر: نمکین پانی کے سب سے بڑے قطعات کو بحر کہتے ہیں۔ یہ براعظموں کو ایک دوسرے سے الگ کرتے ہیں۔

بحیرہ: بحیرے دراصل بحروں کے حصے ہوتے ہیں۔ یہ عموماً براعظموں کے قریب ہوتے ہیں اور حجم میں بحر سے تھوڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔

سوال: آبنائے جبل الطارق کس بحر کو بحیرہ روم سے ملاتی ہے؟

جواب: آبنائے جبل الطارق بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس کو ملاتی ہے۔

س(iii) دنیا کے کتنے حصے پر پانی ہے؟

جواب: دنیا کے تقریباً 71% حصے پر پانی ہے۔

س(iv) مدوجذر کی تعریف کریں۔

جواب: سمندر میں پانی کے باقاعدہ اتار چڑھاؤ کو مدوجذر کہتے ہیں۔ مدوجذر سمندر میں چاند کی کشش کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

تفصیلی سوالات

5- تفصیلی جواب تحریر کریں:

(i) سمندروں کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب: 1- بحر اکاہل (Pacific Ocean)

بحر اکاہل دنیا کا سب سے بڑا سمندر ہے۔ یہ سمندر دوسرے سمندروں کی نسبت زیادہ پرسکون رہتا ہے۔ اس لیے اسے ست سمندر یا بحر اکاہل کہا جاتا ہے۔ یہ سمندر براعظم ایشیا اور افریقہ کے مشرقی ساحل سے لے کر شمالی اور جنوبی امریکہ کے مغربی ساحل تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا سطحی رقبہ تقریباً 155,557,999 مربع کلومیٹر ہے۔ سب سے گہرا مقام فلپائن کے قریب میریانہ ٹرنچ ہے جہاں اس کی گہرائی تقریباً 110 کلومیٹر ہے۔

2- بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean)

یہ دنیا کا دوسرا بڑا سمندر ہے جس کے مشرق میں براعظم یورپ اور افریقہ اور مغرب میں براعظم شمالی اور جنوبی امریکہ واقع ہیں۔ اس کا سطحی رقبہ تقریباً 76,762,000 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے ساحل پر دنیا کی بہترین قدرتی بندرگاہیں موجود ہے۔ جہاز رانی اور سمندری تجارت کے لحاظ سے یہ دنیا کا مصروف ترین سمندر ہے۔ دنیا کے اہم صنعتی، زرعی اور ترقی یافتہ علاقے اس کے گرد واقع ہیں۔

3- بحر ہند (Indian Ocean)

بحر ہند دنیا کا تیسرا بڑا سمندر ہے۔ یہ براعظم ایشیا کے جنوب سے بحر منجمد جنوبی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا سطحی رقبہ تقریباً 68,556,000 مربع کلومیٹر ہے۔ یہ سمندر جہاز رانی کے لیے سارا سال کھلا رہتا ہے۔

4- بحر منجمد جنوبی (Southern Ocean)

یہ سمندر براعظم جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کے جنوب سے براعظم انٹارکٹیکا تک پھیلا ہوا ہے۔ بہت کم درجہ حرارت کی وجہ سے اس کا زیادہ تر حصہ منجمد رہتا ہے اور اس تک رسائی بہت دشوار ہے۔

5- بحر منجمد شمالی (Arctic Ocean)

یہ سمندر براعظم ایشیا، یورپ اور شمالی امریکہ کے شمال میں قطب شمالی کے اردگرد واقع ہے۔ سال کا زیادہ تر حصہ اس کا پانی منجمد رہتا ہے اس لیے اسے بحر منجمد کہتے ہیں۔ گرمیوں میں برف پگھلنے کی وجہ سے برف کے بڑے بڑے تودے (Iceberg) وجود میں آتے ہیں۔ ان تودوں کا زیادہ تر حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور صرف 10% حصہ سطح سمندر پر نظر آتا ہے۔ یہ تودے جہاز رانی کے لیے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔

س(ii) سمندری فرش کے خدوخال کی وضاحت کریں۔

جواب: سمندری فرش کے خدوخال

سطح زمین کی طرح سمندری فرش بھی ناہموار ہوتا ہے اور اس پر نشیب و فراز موجود ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر گہرائی کم اور بعض پر زیادہ ہوتی ہے۔ سمندر کی تہہ میں وسیع و عریض میدان ہوتے ہیں جس پر پہاڑیاں ہوتی ہیں۔ سمندری فرش کے مجموعی خدوخال مندرجہ ذیل ہیں۔

1- براعظمی کنارے (Continental Margins)

سمندر کے سب سے بیرونی حصے کو براعظمی کنارے کہتے ہیں۔ جسے مزید مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(i) براعظمی زیرآب حصہ (Continental Shelf)

یہ سمندر کا ابتدائی حصہ ہوتا ہے جو سمندر کی سطح میں بلندی یا ساحلی علاقوں کے پست ہوجانے سے وجود میں آتا ہے۔

(ii) براعظمی ڈھلان (Continental Slope)

یہ سمندری فرش کا دوسرا حصہ ہے جو براعظمی زیرآب حصے سے نسبتاً زیادہ گہرا ہوتا ہے یہاں پر ڈھلوان تقریباً عمودی ہوتی ہے اور سطح پر اونچ نیچ پائی جاتی ہے۔

Info Hub HRMS STS SED

Scanned with CamScanner

(iii) **براعظمی اٹھان (Continental Rise)**

براعظمی ڈھلان کے عین نیچے براعظمی اٹھان پائی جاتی ہے۔ یہ اٹھان دراصل سمندری فرش کا ابھار ہوتا ہے جو تہہ شدہ مواد سے وجود میں آتا ہے۔

-2 **سمندری میدان (Abbysal Plains)**

سمندری فرش پر پائے جانے والے میدان کو سمندری میدان کہتے ہیں۔ یہ 3 ہزار سے 6 ہزار میٹر کی گہرائی میں پائے جاتے ہیں۔ سمندر کی تہہ کا 50% سے زیادہ حصہ انہی میدانوں پر مشتمل ہے۔

-3 **سمندری پہاڑ (Oceanic Rises)**

سمندری فرش پر پائے جانے والے پہاڑی سلسلوں کو سمندری پہاڑ کہتے ہیں۔ یہ سمندری فرش کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ عموماً ان پہاڑوں کی سطح بہت ناہموار اور ڈھلوانی ہوتی ہے۔ یہاں پر زیرآب سرگرم آتش فشاں پائے جاتے ہیں۔

س(iii) سمندری حرکات کی نوعیت اور وجوہات پر بحث کریں۔

جواب: سمندری حرکات کی نوعیت اور وجوہات

سمندر کا پانی مسلسل حرکت میں رہتا ہے۔ پانی کی یہ حرکت دونوں افقی اور عمودی سمتوں میں ہوتی ہے۔ افقی حرکتوں کو لہریں اور روئیں کہتے ہیں جبکہ باقاعدہ اتار چڑھاؤ والی عمودی حرکت کو مدوجذر کہتے ہیں۔ سمندری پانی کی حرکات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

-1 **لہریں (Waves)**

لہریں ہواؤں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ہوا سمندر کی سطح پر چلتی ہے تو یہ پانی کو آگے کی طرف دھکیلتی ہے۔ پانی ہوا سے کچھ حرکی توانائی حاصل کرتے ہیں اور پانی کو حرکی توانائی منتقل کر دیتے ہیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ لہریں آگے کی طرف چلتی ہیں لیکن حقیقت میں پانی اوپر نیچے حرکت کرتا ہے۔ لہروں کی حرکت کو پانی کے اوپر تیرنے والی چھوٹی کشتی (Buoy) کو دیکھ کر صحیح طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ بجائے سیدھا ایک طرف حرکت کرنے کے یہ لہروں کے ساتھ اوپر نیچے حرکت کرتا ہے۔

-2 **بحری روئیں (Ocean Currents)**

سمندری پانی کی ایک خاص سمت میں باقاعدگی کے ساتھ حرکت کو بحری روئیں کہتے ہیں۔ بحری رووں کی گہرائی اور چوڑائی مختلف ہوتی ہے اور ان کی لمبائی ہزاروں کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ بحری رووں سے صرف سطح کا پانی حرکت کرتا ہے جبکہ گہرائی کا پانی ساکن رہتا ہے۔

بحری رووں کی قسمیں (Types of Ocean Currents)

بحری رووں کی دو قسمیں ہیں۔

(i) **گرم روئیں (Warm Currents)**

وہ روئیں جو خط استوا سے قطبین کی طرح حرکت کرتی ہیں گرم روئیں کہلاتی ہیں ان رووں کا درجہ حرارت اردگرد کے پانی سے زیادہ ہوتا ہے۔

(ii) **سرد روئیں (Cold Current)**

وہ روئیں جو شمالی اور جنوبی قطب سے خط استوا کی طرف حرکت کرتی ہیں سرد روئیں کہلاتی ہیں۔ ان کا درجہ حرارت اردگرد کے پانی سے کم ہوتا ہے۔

بحری رووں کی پیدا ہونے کی وجوہات

بحری روئیں پیدا ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(i) **درجہ حرارت میں فرق**

خط استوا کے آس پاس سورج کی عمودی شعاعوں اور زیادہ حرارت کی وجہ سے پانی گرم ہو کر پھیلتا ہے جبکہ قطبین پر سورج کی ترچھی شعاعوں اور کم حرارت کی وجہ سے پانی ٹھنڈا اور بھاری رہتا ہے۔ یہ بھاری پانی نیچے کی طرف بہتا ہے۔ جب گرم پانی اس خلا کو پر کرنے کے لیے اردگرد سے بہنا شروع کر دیتا ہے اور یوں بحری روئیں پیدا ہوتی ہیں۔

(ii) **شوریت میں فرق (Difference in Salanity)**

نمکیات میں اضافے کے ساتھ پانی کی کثافت میں اضافہ ہوتا ہے اور پانی بھاری ہو جاتا ہے۔ بھاری پانی نیچے کی طرف بہتا ہے جبکہ ہلکا پانی اوپر آ جاتا ہے۔ مثلاً بحیرہ روم میں بحراوقیانوس کی نسبت نمکیات زیادہ ہیں اس لیے بحراوقیانوس کا پانی آبنائے جبل الطارق کے راستے بحیرہ روم میں چلا جاتا ہے اور بحیرہ روم سے ایک رو بحراوقیانوس کی طرف چلی جاتی ہے۔ یوں بحری روئیں پیدا ہوتی ہیں۔

(iii) **براعظمی بناوٹ (Configuration of land)**

براعظموں کی بناوٹ بھی رووں کے پیدا ہونے کا باعث بنتی ہے۔ براعظم افریقہ کا جنوبی سرا بحراوقیانوس کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ جنوبی قطب سے خط استوا کی طرف حرکت کرنے والا سرد پانی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دو مختلف روئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(iv) **دائمی ہواؤں کا اثر**

دائمی ہوائیں ایک خاص سمت میں چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں جب سطح سمندر پر چلتی ہیں تو پانی کو اسی سمت میں چلنے پر مجبور کرتی ہیں یوں روئیں وجود میں آتیں ہیں۔

-3 **مدوجذر (Tides)**

سمندروں میں پانی کے باقاعدہ اتار چڑھاؤ کو مدوجذر کہتے ہیں۔ مدوجذر زمین پر چاند کی کشش کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ زمین کا جو حصہ چاند کی طرف ہوتا ہے۔ وہاں کا پانی چاند کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس میں ابھار پیدا ہوتا ہے اس کے برعکس زمین کے دوسری طرف

Info Hub HPMS STS SED

Scanned with CamScanner

چاند کی کشش زمین کو پانی سے پرے کھینچتی ہے اور وہاں پر بھی ابھار پیدا ہوتا ہے۔ اس ابھار کو مد یعنی چڑھاؤ کہتے ہیں۔ چونکہ زمین مسلسل گردش کرتی ہے اس لیے روزانہ دو مد (High tides) اور دو جذر (Low tides) پیدا ہوتے ہیں۔ مدوجذر کی دو اقسام ہیں۔

(i) مد اکبر (Spring Tides)

یہ بہت طاقتور مدوجذر ہوتا ہے۔ یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب چاند نیا یا پورا ہوتا ہے یعنی مہینے میں دو دفعہ جب زمین، چاند اور سورج ایک ہی خط یا رخ میں آ جاتے ہیں۔

(ii) مد اصغر (Neap Tides)

یہ کمزور مدوجذر ہے اور اس وقت بنتا ہے جب چاند پہلی یا آخری ایک چوتھائی ہوتا ہے یعنی مہینے میں دو دفعہ جب زمین، چاند اور سورج ایک قائمہ زاویہ بناتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب4

قدرتی آفات

-1 خالی جگہ پر کریں۔

(i) قشرارض سے اچانک لاوا اور گیسوں کے اخراج کو.......... کہتے ہیں۔

(ii) وہ نالی نما راستہ جس کے ذریعے لاوا باہر آتا ہے.......... کہلاتا ہے۔

(iii) زمین کے کھسکاؤ.......... علاقوں میں عام ہوتا ہے۔

(iv) زمین کے اندر وہ مقام جہاں زلزلہ پیدا ہوتا ہے...... کہلاتا ہے۔

(v) جب زیادہ دباؤ کم دباؤ والے علاقے کو گھیر لے تو.......... بن جاتا ہے۔

جوابات:

(i)	آتش فشانی	(ii)	گردن
(iii)	پہاڑی	(iv)	ارتکاز
(v)	گردباد		

-2 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ریکٹر پیمانے کے ذریعے...... کی شدت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

(الف) سیلاب (ب) ہوا

(ج) زلزلہ (د) گرد

(ii) کبھی کبھار ڈیم یا قدرتی پشتوں کے ٹوٹنے سے بھی.......... آتے ہیں۔

(الف) زمین کے کھسکاؤ (ب) زلزلہ

(ج) سیلاب (د) آتش فشانی

(iii) شمالی نصف کرہ میں گردباد کی حرکت.......... ہوتی ہے۔

(الف) گھڑی وار (ب) خلاف گھڑی وار

(ج) سیدھا (د) بے قاعدہ

(iv) چلی کا شدید ترین زلزلہ ریکٹر پیمانے پر.......... ریکارڈ کیا گیا تھا۔

(الف) 7.5 (ب) 8.5

(ج) 9.5 (د) 10

(v) پاکستان کی تاریخ کا تباہ کن زلزلہ.......... میں آیا تھا۔

(الف) 2005ء (ب) 2007ء

(ج) 2008ء (د) 2009ء

جوابات:

(i)	زلزلہ	(ii)	سیلاب
(iii)	خلاف گھڑی وار	(iv)	9.5
(v)	2005ء		

-3 صحیح جواب پر (✓) کا نشان اور غلط جواب پر (X) کا نشان لگائیں۔

(i) زمین کے اندر گرم پگھلے ہوئے مادے کو لاوا کہتے ہیں۔

(ii) سمندر کے اندر آنے والے زلزلے کو سونامی کہتے ہیں۔

(iii) جب کم دباؤ زیادہ دباؤ والے علاقے کو گھیر لے تو گردباد بنتا ہے۔

(iv) زمین کا کھسکاؤ میدانی علاقوں میں عام ہوتا ہے۔

(v) 2005ء میں پاکستان میں آنے والے زلزلے کی شدت ریکٹر پیمانے پر 7.6 تھی۔

جوابات:

(i)	✓	(ii)	✓	(iii)	X
(iv)	X	(v)	✓		

-4 مختصر جواب دیں:

سوال i: قدرتی آفت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسے قدرتی مظاہر جو انسانی زندگی اور املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں یا نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں قدرتی آفات کہتے ہیں۔ مثلاً سیلاب، بارش، زلزلے، آتش فشانی اور ہوا۔

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

سوال ii: زلزلے کی تعریف کریں۔

جواب: قشر ارض کے اچانک ارتعاش یا ہلنے کو زلزلہ کہتے ہیں۔ زلزلے کی لہریں قشر ارض کے اندر پیدا ہوتی ہیں اور پھر ہر سمت میں پھیل جاتی ہیں۔ زیادہ تر زلزلے زمین کی سطح سے 50 سے 1000 کلومیٹر کی گہرائی میں پیدا ہوتے ہیں۔

سوال iii: صحرا سازی کیا ہے؟

جواب: صحرا سازی وہ عمل ہے جس میں زمین کا معیار خراب ہو جاتا ہے۔ زمین کی پیداواری صلاحیت یا تو کم ہو جاتی ہے یا بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔

سوال iv: زلزلوں کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب: زلزلوں کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) قشری پلیٹوں کی حرکات یا پلیٹ ٹیکٹانک:
جب قشری پلیٹیں اچانک ٹوٹ جاتی ہیں یا ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھاتی ہیں تو اس سے زمین ہلتی ہے اور زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔

(ii) آتش فشانی: آتش فشاؤں کے اچانک پھٹنے سے بھی زمین ہل جاتی ہے جس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔

تفصیلی جوابات

5: تفصیلی جواب دیں:

سوال i: آتش فشانی کی تعریف کریں اور اس کے اثرات بیان کریں۔ آتش فشانی کی صورت میں کون سے حفاظتی اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں۔

جواب: 1- آتش فشانی (Volcanism)

قشر ارض سے اچانک پگھلے ہوئے مادے (Lava) اور گیسوں کے اخراج کو آتش فشانی کہتے ہیں۔

آتش فشانی کے اثرات (Impacts of Volcanism)

-1 لاوا کی خطرناک گیسوں کی وجہ سے تیزابی بارش ہوتی ہے۔
-2 آتش فشانی گرد سورج کی شعاعیں روک سکتی ہے جس کی وجہ سے پوری دنیا کا درجہ حرارت متاثر ہوتا ہے۔
-3 آتش فشانی گرد ہوائی جہازوں کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔
-4 آتش فشاں سے نکلنے والی راکھ کھڑی فصلوں کو تباہ کر سکتی ہے۔

آتش فشانی کے لیے حفاظتی اقدامات

آتش فشانی کی صورت میں مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر اپنانی چاہئیں۔

(i) اس جگہ سے دور رہے جہاں آتش فشاں پھٹ رہا ہو۔
(ii) آتش فشانی راکھ گرتے وقت گھروں سے باہر نہ نکلیں۔
(iii) صرف متعلقہ حکام اور اداروں کی ہدایت پر گھر خالی کریں تاکہ آتش فشانی مواد سے محفوظ رہیں۔
(iv) نچلے علاقوں میں جانے سے گریز کریں جہاں آتش فشانی راکھ گرنے کا خطرہ ہو۔
(v) اگر آپ گھر خالی نہیں کر رہے ہیں تو کھڑکیاں اور دروازے بند رکھیں تاکہ آتش فشانی راکھ گھروں کے اندر نہ گر سکے۔
(vi) منہ اور ناک کو ایک گیلے کپڑے سے ڈھانپ لیں تاکہ زہریلی گیس سانس کے ساتھ اندر نہ جائے۔
(vii) عینک آنکھوں کو گیس اور راکھ سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔

سوال ii: سیلاب پر تفصیلی بحث کریں۔

جواب: دریاؤں میں جب ان کی گنجائش سے زیادہ پانی آ جائے تو وہ کناروں سے باہر بہنے لگتے ہیں اسے سیلاب کہتے ہیں۔ سیلاب لمبی بارشوں اور بڑی مقدار میں برف پگھلنے کی وجہ سے آتے ہیں۔ کبھی کبھار ڈیم ٹوٹنے سے بھی سیلاب آتا ہے۔

سیلابوں کے اثرات (Impacts of Floods)

(i) سیلاب اپنے راستے میں آنے والی ہر ایک چیز کو بہا لے جاتا ہے۔
(ii) یہ عمارتوں کو تہس نہس کر دیتا ہے۔ سڑکوں، پلوں اور دوسری تعمیرات کو تباہ کر دیتا ہے۔
(iii) مواصلاتی نظام کو تباہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے خوراک کی قلت ہو جاتی ہے۔
(iv) سیلاب انسانوں اور جانوروں کی موت کا سبب بنتا ہے۔
(v) سیلاب زرخیز زرعی زمین کو بری طرح خراب کرتے ہیں اور کھڑی فصلوں کو بہا لے جاتے ہیں۔
(vi) یہ نکاسی آب اور آب پاشی کے نظام کو تباہ کر دیتے ہیں۔
(vii) پانی کے ذرائع گندہ ہونے کی وجہ سے پینے کے صاف پانی کی قلت پڑ جاتی ہے۔
(viii) سیلابوں کی وجہ سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کئی بیماریاں پھیلتی ہیں۔

سیلابوں کی صورت میں حفاظتی اقدامات

چند سادہ اور آسان اقدامات آپ کو سیلاب کے دوران محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

(i) گھر کے سب ارکان کو قریبی اونچی جگہ تک جانے کے لیے محفوظ راستہ معلوم ہونا چاہیے۔
(ii) سیلاب کے لیے حساس علاقوں میں دیواریں اینٹوں کی ہونی

چاہئیں کیونکہ سیلاب مٹی کی دیواروں کو جلدی خراب کر دیتا ہے۔

(iii) سیلاب کی تنبیہہ اور ہدایات کے لیے ٹیلی وژن دیکھتے رہیں یا ریڈیو سنتے رہیں۔

(iv) گرم کپڑے، بنیادی ادویات، قیمتی اشیا اور ذاتی کاغذات برساتی یعنی پن روک تھیلیوں میں ڈال کر ساتھ لے جائیں۔

(v) مقامی رضا کاروں یا حکام کو اپنی جگہ کے بارے میں بتائیں جہاں سے آپ نکل رہے ہیں۔

(vi) بجلی اور گیس کے سوئچ بند کر دیں۔

(vii) اپنے گھر کو بند کریں اور ہدایات کے مطابق محفوظ جگہوں کی طرف چلے جائیں۔

(viii) بچوں کو سیلابی پانی میں کھیلنے نہ دیں۔

(ix) سیلابی پانی میں جانے سے گریز کریں اور اگر جانا ضروری ہو تو مناسب حفاظتی اقدامات اٹھا کر جائیں۔

(x) ایسی خوراک کھانے سے گریز کریں جس میں سیلاب کا پانی آ چکا ہو۔

(xi) برقیاتی آلات استعمال نہ کریں جب تک ان کے محفوظ ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

(xii) پینے کے لیے ابلا ہوا پانی استعمال کریں۔ نل کا پانی براہ راست استعمال نہ کریں۔

(xiii) سانپوں سے محتاط رہیں۔ سیلاب کے دوران سانپ کے کاٹنے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

سوال iii: زلزلے پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: زلزلہ (Earthquake)

قشر ارض کے اچانک ارتعاش یا ہلنے کو زلزلہ کہتے ہیں۔ زلزلے کی لہریں قشر ارض کے اندر پیدا ہوتی ہیں اور پھر ہر سمت میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ لہریں پانی کے تالاب میں کنکر ڈالنے سے پیدا ہونے والی لہروں کی طرح حرکت کرتی ہیں۔ زلزلے کے جھٹکے کچھ وقت تک جاری رہتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ختم ہو جاتے ہیں۔

قشر ارض کے اندر وہ مقام جہاں سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے اسے مقام ارتکاز یا فوکس (Focus) کہتے ہیں۔ سطح زمین پر وہ مقام جو فوکس کے عمود اوپر ہوتا ہے بر مرکز یا Epicenter کہلاتا ہے۔ مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ تر زلزلے سطح زمین سے 50 سے 100 کلومیٹر کی گہرائی میں پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا میں ہر سال تقریباً 8 سے 10 ہزار زلزلے ریکارڈ کیے جاتے ہیں۔ زلزلے کی لہریں ہر سمت میں حرکت کرتی ہیں۔ جھٹکے مرکز (Epicenter) کے قریب طاقتور ہوتے ہیں اور اس سے دور جاتے ہوئے کمزور ہوتے جاتے ہیں۔

زلزلوں کی وجوہات (Causes of Earthquakes)

زلزلے کی بنیادی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) قشری پلیٹوں کی حرکتیں یا پلیٹ ٹیکٹانک

جب قشری پلیٹیں اچانک ٹوٹ جاتی ہیں یا ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھاتی ہیں تو اس سے زمین ہلتی ہے اور زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ ایسی حرکتیں عموماً شگافی خطوط (Fault lines) کے ساتھ واقع ہوتی ہیں جہاں قشری پلیٹیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ پاکستان میں 8 اکتوبر 2005ء کو آنے والا زلزلہ قشری پلیٹوں کی حرکت کی وجہ سے تھا۔

(ii) آتش فشانی (Volcanism)

آتش فشاؤں کے اچانک پھٹنے سے بھی زمین ہل جاتی ہے۔ جس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے لیکن یہ زلزلے عموماً مقامی اور کم شدت کے ہوتے ہیں۔

زلزلوں کے اثرات (Impacts of Earthquakes)

(i) زلزلوں کے جھٹکوں سے عمارتیں گر جاتی ہیں، سڑکیں پھٹ جاتی ہیں اور پل ٹوٹ جاتے ہیں۔

(ii) زلزلے زمین کے کھسکاؤ کا باعث بنتے ہیں جس سے سڑکیں بند ہو جاتی ہیں اور عمارتیں دب جاتی ہیں۔

(iii) یہ پانی اور گیس کے نظام کو نقصان پہنچاتے ہیں اور بجلی کے کھمبے گرا دیتے ہیں جس سے آگ لگ جاتی ہے۔

(iv) سمندر کے فرش پر واقع ہونے والے زلزلے ساحلی اور کم گہرے پانی میں طاقتور لہریں پیدا کرتے ہیں جس سے سمندری زلزلہ یا سونامی (Tsunami) پیدا ہوتا ہے۔

پاکستان میں زلزلوں کی وقوع پذیری اور نقصانات

پاکستان ایسے علاقے میں واقع ہے جو زلزلوں کے لیے حساس ہے۔ انڈین پلیٹ مسلسل شمال کی طرف حرکت کر رہی ہے جہاں یہ یوریشین پلیٹ سے ٹکرا کر شگافی خط بناتی ہے۔ اس خط پر پلیٹوں کی حرکت پاکستان میں زلزلوں کا باعث بنتی ہے۔ کشمیر کا زیادہ تر حصہ چترال، کوئٹہ، چمن، بی، ژوب، خضدار اور ساحلی مکران کے علاقے شگافی خط کے قریب واقع ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام آباد، کراچی اور پشاور بھی شگافی خط کے قریب واقع ہیں اور زلزلوں کے لیے حساس ہیں۔

ہفتہ 8 اکتوبر 2005ء کو صبح 8 بج کر 50 منٹ پر پاکستان میں ایک شدید زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کی شدت ریکٹر کے پیمانے پر 7.6 تھی اس زلزلے کا مرکز اسلام آباد سے 104 کلومیٹر شمال مشرق میں تھا۔ اس زلزلے سے تقریباً 86000 لوگ جاں بحق ہوئے تھے، 69000 زخمی ہوئے تھے اور املاک کو بھی شدید نقصان پہنچا۔ سب سے زیادہ نقصان

Info Hub HRMS STS SED

Scanned with CamScanner

بالاکوٹ اور مظفر آباد میں ہوا تھا۔

زلزلے کی صورت میں حفاظتی اقدامات

زلزلہ کسی قسم کی خبرداری یا تنبیہہ نہیں دیتا۔ کبھی کبھار زلزلے سے چند لمحے پہلے ایک تیز گرج جیسی آواز آتی ہے' یہی چند لمحے آپ کو محفوظ مقامات کی طرف جانے کے لیے موقع دیتے ہیں۔ زلزلے کے دوران محفوظ رہنے کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

(i) میز یا کسی دوسرے مضبوط فرنیچر کے نیچے چھپ جائیں۔ گھٹنوں کے بل کھڑے رہیں یا فرش پر بیٹھ جائیں۔

(ii) دروازوں میں کھڑے ہونے سے گریز کریں۔ جھٹکوں کی وجہ سے دروازے گرنے اور زخمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(iii) اگر آپ کچے مکان میں رہتے ہیں تو اچھا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسی کھلی جگہ پر چلے جائیں جہاں درخت' بجلی اور ٹیلی فون کے تار نہ ہو۔

(iv) اگر آپ کے گھر کو بہت نقصان ہوا ہے تو اسے چھوڑ دیں اور چھوڑتے وقت پانی' خوراک' دوائیاں اور دوسری ضروری اشیا ساتھ لے جائیں۔

(v) ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں بجلی کی تاریں گری ہوئی ہوں اور ان تاروں کے ساتھ منسلک دھاتی چیزوں سے دور رہیں۔

(vi) اگر آپ کی عمارت بہتر حالت میں ہو تو اس کے اندر رہیں اور ریڈیو پر نشر ہونے والی ہدایات سنتے رہیں۔

(vii) زخمی اور پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کریں اور زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد مہیا کریں۔

(viii) اپنے ہمسائیوں کی مدد کریں۔ بچوں' بوڑھوں اور معذوروں کو آپ کی خاص ضرورت پڑسکتی ہے۔

(ix) اگر نکاسی آب کا نظام خراب ہوا ہو تو لیٹرین کا استعمال نہ کریں اور نہ ہی نل کا پانی استعمال کریں۔

سوال iv: گردباد کے اثرات اور گردباد کی صورت میں کون سے حفاظتی اقدامات کیے جاسکتے ہیں؟

جواب: گردباد کے اثرات (Impacts of Cyclones)

(i) گردباد ساحلی علاقوں کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچاتا ہے۔

(ii) یہ انسانی زندگی' آبادیوں' تعمیرات' زراعت اور ماحولیاتی نظام کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(iii) گردباد موسلادھار بارشوں' تیز آندھیوں اور طوفان کا سبب بنتا ہے۔

(iv) گردباد کے نتیجے میں ہونے والی موسلادھار بارشیں قریبی پہاڑی علاقوں میں زمین کے کھسکاؤ کا باعث بنتی ہیں۔

(v) یہ ساحلی علاقوں کے جنگلات کو بہالے جاتا ہے۔

(vi) گردباد کی وجہ سے ساحلی علاقوں میں زمینی کٹاؤ کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

(vii) گردباد کے گزرنے کے بعد کھڑے پانی سے مختلف بیماریاں پھیلتی ہیں۔

گردباد کی صورت میں حفاظتی اقدامات

(a) گردباد کے بارے میں متنبہ رہنے کے لیے ٹیلی وژن دیکھتے رہیں یا ریڈیو سنتے رہیں۔

(b) پناہ گاہوں تک پہنچنے کے لیے قریب ترین محفوظ راستے معلوم کریں۔

(c) افواہیں سننے اور افراتفری سے گریز کریں۔

(d) اہم کاغذات اور دستاویزات کو پلاسٹک کے تھیلوں میں رکھ کر ساتھ لے جائیں۔

(e) بہت شدت والے گردباد کی تنبیہہ کی صورت میں خاندان سمیت اپنا علاقہ خالی کرلیں۔

(f) گھر کے بچوں' بوڑھوں' بیماروں اور خواتین کا خاص خیال رکھیں۔

(g) اگر عمارت گرنا شروع ہو جائے تو اپنے آپ کو کسی فوم' کمبل یا میز کے نیچے ڈھانپ کر محفوظ کریں۔

(h) اگر ہوا اچانک رک جائے تو یہ نہ سمجھیں کہ گردباد ختم ہو گیا۔ انتظار کریں جب تک حکام اسے صاف قرار نہ دیں۔

(i) تب تک باہر نہ جائیں جب تک حکام ہدایات نہ دیں۔

(j) گیلے برقی آلات استعمال نہ کریں۔

(k) اگر آپ کو گھر واپس آنے کے لیے ہدایات مل جائیں تو تجویز شدہ راستے سے واپس چلے جائیں۔

(l) سانپوں سے محتاط رہیں اور ایک چھڑی ساتھ رکھیں۔

(m) بجلی کے گرے ہوئے تاروں' خراب پلوں' عمارتوں اور گرے ہوئے درختوں سے ہوشیار رہیں۔

☆☆☆☆

باب 5

بڑے ماحولیاتی مسائل

-1 خالی جگہیں پر کریں۔

(i) ماحولیاتی آلودگی کی .... بنیادی اقسام ہیں۔

(ii) آلودہ پانی پینے سے .... پھیلتی ہیں۔

(iii) زمینی آلودگی کو..........کی آلودگی بھی کہتے ہیں۔

(iv) وہ آواز جو سماعتی حد سے زیادہ ہو..........کہلاتی ہے۔

(v) زمین سے واپس جانے والی حرارت .... گیسوں مین جذب ہوتی ہے۔

جوابات:

(i)	چار	(ii)	معیادی بخار اوراسہال
(iii)	مٹی	(iv)	شور
(v)	گرین ہاؤس		

-2 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ماحول..........کا ذخیرہ ہے۔

(الف) وسائل (ب) مسائل

(ج) مواقع (د) گندگی

(ii) تیز بولنا بھی..........آلودگی میں اضافہ کرتا ہے۔

(الف) فضائی (ب) آبی

(ج) صوتی (د) زمینی

(iii) برقی آلات جیسے بلب وغیرہ جب استعمال میں نہ ہوں تو انہیں..........رکھ کر بجلی بچائیں۔

(الف) بند (ب) کھلے

(ج) دیکھتے (د) پرسکون

(iv) انسان نے بھی جنگلات کاٹ کر .... کا قدرتی توازن متاثر کیا ہے۔

(الف) گیسوں (ب) پانی

(ج) گرد کے ذرات (د) بادل

جوابات:

(i)	وسائل	(ii)	صوتی
(iii)	بند	(iv)	گیسوں

-3 صحیح جملوں پر (✓) اور غلط پر (X) کا نشان لگائیں۔

(i) آج کی دنیا میں ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ سبھی ملکوں کو درپیش ہے۔

(ii) ماحولیاتی آلودگی کی تین اقسام ہیں۔

(iii) صوتی آلودگی نے آبی حیات کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

(iv) صوتی آلودگی سر درد، ذہنی دباؤ اور عدم برداشت کی رویوں کا سبب بنتی ہے۔

(v) انسانی سرگرمیوں سے بھی گرین ہاؤس گیسیں پیدا ہوتی ہیں۔

جوابات:

(i)	✓	(ii)	X
(iii)	X	(iv)	✓
(v)	X		

مختصر جوابات

-4 مختصر جواب دیں۔

س(i) آلودگی کی تعریف کریں۔

جواب: ماحول میں نقصان دہ مواد کے اضافے کو آلودگی کہتے ہیں۔

س(ii) گرین ہاؤس گیسیں کیا ہیں؟

جواب: وہ گیسیں جو شعاعوں کو واپس جانے سے روکتی ہیں انہیں گرین ہاؤس گیسیں کہتے ہیں ان میں کاربن ڈائی آکسائیڈ نائٹریش آکسائیڈ اور میتھین شامل ہیں۔

س(iii) زمین کا درجہ حرارت کیوں بڑھ رہا ہے؟

جواب: جب سورج کی شعاعیں زمین سے ٹکراتی ہیں تو زمین کی سطح انہیں واپس کر دیتی ہے۔ فضا کی نچلی تہوں پر موجود گرین ہاؤس گیسیں ان شعاعوں کو واپس جانے سے روک لیتی ہیں۔ چونکہ گرین ہاؤس گیسوں میں آلودگی کی وجہ سے اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لیے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔

سوال(iv) صوتی آلودگی کی تعریف کریں؟

جواب: صوتی آلودگی: وہ آواز جو انسان کی سماعت پر برا اثر ڈالے اسے شور کہتے ہیں اور شور صوتی آلودگی پیدا کرتا ہے۔

-5 تفصیلی جواب تحریر کریں۔

س(i) فضائی آلودگی کو تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: فضائی آلودگی (Air Pollution)

یہ ماحولیاتی آلودگی کی سب سے خطرناک قسم ہے۔ یہ فضا میں زہریلی گیسوں اور ذرات کے خارج ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ گاڑیوں سے خارج ہونے والا نقصان دہ دھواں اور پلاسٹک یا ربڑ وغیرہ جلانے سے پیدا ہونے والا دھواں فضائی آلودگی میں اضافہ کرتا ہے۔ کچھ دوسرے آلودہ مواد سلفر ڈائی آکسائیڈ، کلوروفلورو کاربنز (CFCs)، کاربن ڈائی آکسائیڈ، کاربن مونو آکسائیڈ اور نائٹروجن آکسائیڈ ہیں جو موٹر گاڑیوں اور صنعتوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ CFCs بنیادی طور پر ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر، ایروسولز اور کیڑے مار ادویات سے خارج ہوتے ہیں۔

فضائی آلودگی کے اثرات (Effects of Air Pollution)

Scanned with CamScanner

یہ انسانوں، جانوروں، درختوں اور پودوں پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب کرتی ہے۔

(i) پھیپھڑوں کی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے۔
(ii) آنکھوں، ناک، منہ اور گلے میں جلن پیدا کرتی ہے۔
(iii) دمے اور کھانسی کا حملہ اور دیگر سانس کی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔
(iv) عمل تنفس کی بیماریوں میں اضافہ کرتی ہے مثلاً حلق کی سوجن، سر درد اور چکر آنا۔
(v) اعصابی نظام میں بے ترتیبی پیدا کرتی ہے۔
(vi) دل کے امراض کا باعث بنتی ہے۔
(vii) کینسر اور جوان مرگی کا سبب بنتی ہے۔
(viii) آبی زندگی کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔
(ix) یہ تیزابی بارش کا سبب بنتی ہے۔

س(ii) ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لیے

جواب: ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کے لیے تجاویز

ہمیں اپنے ماحول کی حفاظت کرنی چاہیے۔ مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے ہم اپنے ماحول کو محفوظ کر سکتے ہیں۔

(i) کھلی فضا میں پتوں، کوڑے کرکٹ، پلاسٹک اور ربڑ کو جلانے سے گریز کرنا چاہیے۔
(ii) پانی کو آلودہ ہونے سے بچانا چاہیے۔
(iii) پانی کو کارخانوں کے گندے مادوں سے بچانا چاہیے۔
(iv) لوگوں کو ماحول کی حفاظت کرنے کے بارے میں تعلیم دینی چاہیے۔
(v) اخبارات، پلاسٹک کے تھیلوں، ڈبوں، گلاس، بوتلوں، گاڑیوں کے تیل اور دھاتوں کو دوبارہ قابل استعمال بنانے سے آلودگی کو کم کیا جا سکتا ہے۔
(vi) ہاتھ کے کام کے لیے برقی آلات کے استعمال کو کم کرنا چاہیے۔
(vii) بلب، ٹیلی ویژن اور دوسرے برقی آلات جب استعمال میں نہ ہو تو انہیں بند رکھ کر بجلی کو بچانا چاہیے۔
(viii) کاشتکاری، شجرکاری، باغبانی اور سائنسی خطوط پر زراعت کے پیشے کو فروغ دینا چاہیے۔
(ix) ایلومینیم اور پلاسٹک کے تھیلوں کی بجائے خوراک کو ایسے برتنوں میں ذخیرہ کرنا چاہیے جو دوبارہ قابل استعمال ہوں۔
(x) ایسے قوانین وضع کرنے چاہئیں جن سے آلودگی کو ختم کیا جا سکے اور اس کے منفی اثرات کو کم کیا جا سکے۔
(xi) شاپنگ کے لیے پلاسٹک کے تھیلوں کی بجائے کپڑے کے تھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔

س(iii) گرین ہاؤس اثر پر بحث کریں؟

جواب: گرین ہاؤس اثر (Greenhouse Effect)

جب سورج کی شعاعیں زمین سے ٹکراتی ہے تو زمین کی سطح واپس منعکس کر دیتی ہے۔ فضا کی نچلی تہوں میں موجود گرین ہاؤس گیسیں ان شعاؤں کو واپس جانے سے روک لیتی ہیں اور ان کی حرارتی توانائی جذب کر لیتی ہیں جس کی وجہ سے زمین کی سطح کے درجہ حرارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس عمل کو گرین ہاؤس اثر کہتے ہیں۔

گرین ہاؤس گیسیں عالمی حدت میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان گیسوں میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، نائٹرس آکسائیڈ، CFCs اور میتھین شامل ہیں۔ اگرچہ یہ گیسیں قدرتی طور پر پائی جاتی ہیں لیکن انسانی سرگرمیوں اور کارخانوں سے ان کے ارتکاز میں اضافہ ہوا ہے۔

مثال کے طور پر زراعت میں استعمال ہونے والی کھادوں کی وجہ سے نائٹرس آکسائیڈ اور مال مویشیوں کی خوراک کی وجہ سے میتھین گیس کے ارتکاز میں اضافہ ہوتا ہے۔ نامیاتی ایندھن کا زیادہ استعمال خاص طور پر جو گاڑیوں میں استعمال ہوتا ہے، فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کو بڑھاتا ہے۔ انسان نے بھی جنگلات کی کٹائی سے فضا میں موجود گیسوں کے قدرتی توازن کو متاثر کیا ہے۔

س(iv) عالمی حدت کی وجوہات اور اثرات تحریر کریں۔

جواب: عالمی حدت کی قدرتی وجوہات

موجودہ سالوں میں زمین کے درجہ حرارت میں انسانی اثر کے بغیر ہی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ یہ تبدیلی فضا میں موجود گیسوں کے ارتکاز میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آج کل زمین کی سطح پر پہنچنے والی شمسی توانائی کی مقدار میں تبدیلی عالمی حدت میں اضافہ کر رہی ہے۔ لیکن ان تبدیلیوں کا اثر گرین ہاؤس گیسوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

عالمی حدت کے اثرات (Effects of Global Warming)

عالمی حدت کے منفی اثرات یہ ہیں:

(i) موسمی تبدیلیاں اور شدید موسمی مظاہر جیسے طوفانی بارش اور برف باری، لمبی خشک سالی اور تیز گرمی وغیرہ
(ii) حرارتی پھیلاؤ اور برف پگھلنے کی وجہ سے سطح سمندر میں اضافہ
(iii) سرد آب و ہوا کے جانوروں اور پودوں کے انواع کا نایاب ہو جانا
(iv) سیلابوں کی وقوع اور شدت میں اضافہ ہونا
(v) شدید اور لمبی خشک سالی جو صحرا سازی میں اضافہ کرتی ہیں۔

(vi) زرعی پیداوار میں کمی

(vii) آبی چکر کا متاثر ہونا

(viii) گلیشیئرز کا پگھلنا

(ix) سردیوں میں دریاؤں کے بہاؤ میں کمی

س(v) زمینی آلودگی سے کیا مراد ہے اور اس کے اثرات بیان کریں۔

جواب: **زمینی آلودگی (Soil Pollution)**

اسے مٹی کی آلودگی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ زیرزمین گندی نالیوں سے خارج ہونے والے کیمیائی مواد اور گندگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً اگر زیرزمین کیمیائی یا فاضل مادوں کا کوئی تالاب رسنے لگے تو مٹی آلودہ ہو جاتی ہے۔ ہائیڈروکاربن، بھاری دھاتیں، کیڑے مار ادویات اور جڑی بوٹیاں وغیرہ زمینی آلودگی پھیلانے والے مواد کی مثالیں ہیں۔ اگر مٹی آلودہ ہو جائے تو اس کی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیمیائی کھادوں کا زیادہ استعمال اور کیڑے مار ادویات کا چھڑکاؤ مٹی کو آلودہ کرتا ہے۔

زمینی آلودگی کے اثرات (Effect of Soil Pollution)

زمین آلودگی انسانوں، جانوروں اور پودوں پر درج ذیل منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔

(i) زمینی آلودگی غذائی زنجیر کی چند ابتدائی تہوں کو تباہ کر سکتی ہے جس کی وجہ سے جانوروں کے انواع پر منفی اثر پڑتا ہے۔

(ii) یہ پودوں میں خوراک بنانے کا عمل متاثر کر کے فصلوں کی پیداوار میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

(iii) ویپڑے آلودہ مٹی سے گندے اجزاء جذب کر کے غذائی زنجیر میں منتقل کر دیتے ہیں۔

صوتی آلودگی (Noise Pollution)

وہ آواز جو انسان کی سماعت پر برا اثر ڈالتی ہے شور کہلاتا ہے۔ شور صوتی آلودگی پیدا کرتا ہے۔ شور گاڑیوں، لاؤڈ سپیکروں اور مشینوں کی آوازوں سے پیدا ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ شور موٹر گاڑیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو کہ دنیا کے 90% شور کی ذمہ دار ہیں۔ تیز آواز میں بولنا بھی صوتی آلودگی میں اضافہ کرتا ہے۔

صوتی آلودگی کے اثرات (Effects of Noise Pollution)

(i) یہ ذہنی دباؤ، سر درد اور عدم برداشت کی رویوں کو جنم دیتی ہے۔ اور قوت سماعت کو کم کر دیتی ہے۔

(ii) شور کم کرنے کے لیے کچھ قواعد و ضوابط لاگو کر کے صوتی آلودگی کو قابو کیا جا سکتا ہے۔

(iii) کچھ جگہیں ایسی ہیں جہاں پر ہارن بجانے پر سخت پابندی لگائی جانی چاہیے مثال کے طور پر ہسپتالوں، تعلیمی اداروں اور مذہبی مقامات جیسے مسجدوں اور گرجا گھروں وغیرہ کے قریب۔

(iv) بغیر سائلنسر (آواز روک) کے موٹر سائیکل پر پابندی لگائی جانی چاہیے۔

☆☆☆☆

باب 6

قدرتی خطے

-1 خالی جگہیں پر کریں۔

(i) گرم خطے کی آب و ہوا گرم اور............ ہوتی ہے۔

(ii) شمالی معتدل خطہ............ اور آرکٹک سرکل کے درمیان واقع ہے۔

(iii) ٹھنڈے خطے کی آب و ہوا............ ہوتی ہے۔

(iv) بارانی جنگلات وہ سدابہار جنگلات ہیں جو گرم اور............ خطوں میں پائے جاتے ہیں۔

(v) پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش............ خطے میں شامل ہیں۔

جوابات:

(i)	مرطوب	(ii)	23.5° شمال سے 6.5o شمال
(iii)	سخت سرد	(iv)	معتدل
(v)	مون سون		

-2 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) معتدل خطے کی آب و ہوا............ ہے۔

(الف) گرم (ب) سرد
(ج) معتدل (د) بارانی

(ii) صحرائی سبزے میں زیادہ تر............ ہوتی ہیں۔

(الف) درخت (ب) جھاڑیاں
(ج) گھاس (د) فصلیں

(iii) جنوبی امریکہ کے گھاس کے میدانوں کو............ کہتے ہیں۔

(الف) سٹیپ (ب) پریریز
(ج) پمپاز (د) ویلڈ

(iv) ڈاونز (Downs)............ کے گھاس کے میدان ہیں۔

(الف) افریقہ (ب) شمالی امریکہ
(ج) آسٹریلیا (د) جنوبی امریکہ

(v) ٹنڈرا............ زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے بے آب و گیاہ پہاڑ۔

(الف) روسی (ب) فرانسیسی

(ج) جرمنی (د) ہندی

جوابات:

(i)	معتدل	(ii)	جھاڑیاں
(iii)	پمپاز	(iv)	آسٹریلیا
(v)	روسی		

3- صحیح جملوں پر (✓) اور غلط پر (X) کا نشان لگائیں۔

(i) دنیا کے ٹھنڈے خطے زیادہ تر قطبی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

(ii) دنیا کے نباتات کے 50% انواع مون سونی جنگلات میں پائے جاتے ہیں۔

(iii) مون سونی خطہ خط سرطان کے دونوں جانب 8^o اور 30^o عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔

(iv) بحیرہ روم کے خطے میں صرف وہ ممالک شامل ہیں جو بحیرہ روم کے اردگرد واقع ہیں۔

(v) صحرائے اٹاکاما (Atacama) دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے۔

جوابات:

(i)	✓	(ii)	X
(iii)	✓	(iv)	X
(v)	X		

4: مختصر جواب دیں۔

سوال i: قدرتی خطے کی تعریف کریں۔

جواب: وہ جغرافیائی علاقہ جس کی طبعی خصوصیات مثلاً آب وہوا، سطحی خدوخال، نباتات اور حیوانات ایک جیسے ہوں اسے قدرتی خطہ کہتے ہیں۔

سوال ii: مختلف براعظموں میں پائے جانے والے گھاس کے میدان کو کیا نام دیے گئے ہیں؟

جواب: شمالی امریکہ کے گھاس کے میدان کو پریریز (Prairies) جنوبی امریکہ میں پمپاز (Pampas)، افریقہ میں ویلڈ (Veld) اور آسٹریلیا میں ڈاونز (Downs) کہا جاتا ہے۔

سوال iii: بحیرہ روم کے خطے میں کون کون سے ممالک شامل ہیں؟

جواب: بحیرہ روم کے خطے میں یونان، مالٹا، الجیریا، سپین اور مصر ہیں۔

سوال iv: ٹنڈرا خطے کی کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: ٹنڈرا خطے کی اقسام:

الف۔ آرکٹک ٹنڈرا

ب۔ پہاڑی/الپائن ٹنڈرا

ج۔ انٹارکٹک ٹنڈرا

سوال v: بارانی جنگلات کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟

جواب: بارانی جنگلات شمالی اور جنوبی نصف کروں کے گرم اور معتدل خطوں میں پائے جاتے ہیں۔

1- گرم خطے کے بارانی جنگلات افریقہ کے ممالک الجیریا اور کانگو وغیرہ، جنوبی امریکہ کے ایکواڈور، برازیل اور کولمبیا وغیرہ اور ایشیا کے ممالک ویت نام انڈونیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

2- معتدل خطے کے بارانی جنگلات جنوب مشرقی ریاستہائے متحدہ امریکہ، جنوبی افریقہ، چین، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے مشرقی ساحلوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔

تفصیلی جوابات

5- تفصیلی جوابات تحریر کریں:

سوال i: بارانی جنگلات کی خصوصیات تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: (i) بارانی جنگلات (Rain Forests)

یہ گھنے اور صدابہار جنگلات ہیں جو شمالی اور جنوبی نصف کروں کے گرم اور معتدل خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ گرم خطے کے بارانی جنگلات افریقہ کے ممالک الجیریا اور کانگو وغیرہ، جنوبی امریکہ کے ایکواڈور، برازیل اور کولمبیا وغیرہ اور ایشیا کے ممالک ویت نام انڈونیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ معتدل خطے کے بارانی جنگلات جنوب مشرقی ریاست ہائے متحدہ امریکہ، جنوبی افریقہ، جنوبی چین اور آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے مشرقی ساحلوں پر محیط ہیں۔

آب وہوا (Climate)

یہاں کی آب وہوا گرم اور مرطوب ہوتی ہے۔ ماہانہ اوسط درجہ حرارت سارا سال 18^oC سے اوپر ہوتا ہے۔ دن کا دورانیہ کافی لمبا ہوتا ہے جو خط استوا کے آس پاس 12 گھنٹے اور قطبین کی طرف کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں سالانہ اوسطاً 600 ملی میٹر بارش ہوتی جس کی مقدار سارا سال یکساں رہتی ہے۔

نباتات (Vegetation)

گرم درجہ حرارت، بارشیں اور دن کا لمبا دورانیہ اس خطے میں قدرتی سبزہ کی نشوونما کے لیے انتہائی سازگار ماحول مہیا کرتے ہیں۔ انہی

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

خصوصیات کی بدولت اس علاقے میں دنیا کے سب سے گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ دنیا کی نباتات کے 50% انواع یہاں ملتے ہیں۔ ان جنگلات کو زمین کے پھیپھڑے بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فضائی آکسیجن کا سب سے بڑا حصہ فراہم کرتے ہیں۔ ان جنگلات سے ادویات میں استعمال ہونے والی جڑی بوٹیوں کا ایک چوتھائی حصہ آتا ہے' اس لیے انہیں زمین کا زیور بھی کہتے ہیں۔

جو لوگ ان جنگلات میں رہتے ہیں ان کی اپنی ایک خاص ثقافت ہے۔ یہاں کے لوگ یہاں کے ماحول کو بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں اور انہوں نے اپنی ثقافت کو ماحول کے مطابق بنایا ہے۔ ان لوگوں کے پاس ادویاتی جڑی بوٹیوں اور پودوں کے بارے میں خاطر خواہ علم ہوتا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ زمین میں موجود غذائی اجزا کا توازن بگاڑے بغیر بارانی جنگلات کی زمین میں کاشت کاری کس طرح ہو سکتی ہے۔

سوال ii: مون سونی خطے اور بحیرہ روم کے خطے کی آب و ہوا اور نباتات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: مون سونی خطے (Monsoon Region)

محل وقوع (Location)

مون سونی خطے خط استوا کی دونوں جانب 8° سے لے کر 30° عرض بلد تک پھیلے ہوئے ہیں۔ انڈیا' بنگلہ دیش' پاکستان' وسطی امریکہ' مشرقی افریقہ' برازیل' ملائیشیا' فلپائن اور آسٹریلیا کے Queensland کا کچھ حصہ اس خطے میں شامل ہیں۔

آب و ہوا (Climate)

اس خطے کی آب و ہوا مون سونی ہواؤں کے زیر اثر ہوتی ہے۔ موسم سرما سرد اور خشک جب کہ موسم گرما گرم اور مرطوب ہوتا ہے۔ زیادہ تر بارشیں گرمیوں کے مہینوں میں ہوتی ہیں جو مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس خطے میں سالانہ تقریباً 2000 ملی میٹر بارش ہوتی ہے۔ جو علاقے مون سون ہواؤں کی اختتامی حدود میں واقع ہیں وہاں سالانہ 1000-2000 ملی میٹر بارش ہوتی ہے۔

نباتات (Vegetation)

بارشوں کی مقدار کے مطابق اس خطے کی نباتات ایک جگہ سے دوسری جگہ مختلف ہوتی ہیں۔ جن علاقوں میں بارشیں کم ہوتی ہیں وہاں پت جھڑ جنگلات (Deciduous forests) پائے جاتے ہیں اور جن علاقوں میں بارش کی مقدار زیادہ ہوتی ہے وہاں سدابہار جنگلات (Evergreen forests) عام ہوتے ہیں۔ اس خطے میں عام پائے جانے والے پودوں میں بانس اور صندل وغیرہ شامل ہیں۔

-2 بحیرہ روم کا خطہ (Mediterranean Region)

محل وقوع (Location)

یہ خط استوا کے دونوں جانب 32° سے 40° عرض بلد کے درمیان واقع ایک تنگ پٹی ہے۔ اس خطے میں وہ ممالک شامل ہیں جہاں بحیرہ روم کی آب و ہوا کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ بحیرہ روم کے کناروں پر واقع ممالک میں یونان' مالٹا' الجیریا' سپین اور مصر میں اس طرح کی آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کیلیفورنیا (USA)' مغربی اور جنوبی آسٹریلیا کے کچھ حصوں' جنوبی افریقہ کا کچھ حصہ اور چلی کے ساحل پر بھی اسی طرح کی آب و ہوا پائی جاتی ہے۔

آب ہوا (Climate)

اس خطے میں موسم گرما گرم اور خشک ہوتا ہے جبکہ موسم سرما معتدل اور مرطوب۔ موسم گرما میں اوسط درجہ حرارت 21°C اور موسم سرما میں 13°C کے قریب ہوتا ہے۔ بارش کی سالانہ مقدار 250 ملی میٹر سے 1000 ملی میٹر ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر موسم سرما میں ہوتی ہے۔ گرمیوں میں بارشیں بالکل کم یا نہیں ہوتیں۔

نباتات (Vegetation)

اس خطے کی نباتات میں زیتون' رس دار پھل (سنگترے اور لیموں وغیرہ)' انگور' خوبانی' اخروٹ اور بادام بہت عام پائے جاتے ہیں۔ سیر و سیاحت اس خطے کی ایک اہم صنعت ہے۔ اس خطے کی ماحولیاتی خصوصیات جیسے آب و ہوا' حیاتیاتی تنوع اور قدرتی وسائل زندگی کے لیے بہت موزوں ہیں۔ اس وجہ سے زمانہ قدیم سے دور دراز کے علاقوں کے لوگوں نے اسے بطور مسکن چنا ہے۔

سوال iii: صحرائی خطوں پر تفصیل سے بحث کریں؟

جواب: صحرا (Desert)

یہ وہ علاقے ہیں جہاں بارشیں بہت کم اور آب و ہوا بہت خشک ہوتی ہے۔ صحرا کو دو اقسام یعنی گرم صحرا اور ٹھنڈا صحرا میں تقسیم کیا جا سکتا ہے لیکن خشکی دونوں صورتوں میں مشترک ہے۔

محل وقوع (Location)

دنیا کے بڑے صحرا براعظموں کے مغربی ساحلوں پر خط استوا کے دونوں جانب 150° اور 30° عرض بلد کے درمیان واقع ہیں۔ مثال کے طور پر شمالی افریقہ کا صحرائے صحارا' آسٹریلیا کا صحرا' صحرائے عرب اور چلی کا صحرائے اٹاکاما (Atacama)۔

صحرائے صحارا دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے جو 3.9 ملین مربع کلومیٹر علاقے پر محیط ہے۔ یہ صحرا کئی سارے ممالک پر پھیلا ہوا ہے جن میں مراکش' مغربی سہارا' الجیریا' تیونس' لیبیا' مصر' موریطانیہ' مالی' نائجیریا' چاڈ' ایتھوپیا اور صومالیہ شامل ہیں۔ صحرائے اٹاکاما (Atacama) میں 17 سال کے دوران صرف 0.5 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی۔

آب و ہوا (Climate)

Scanned with CamScanner

صحرا دنیا کے چند گرم ترین علاقوں میں شامل ہیں۔ گرم صحراؤں میں کوئی سرد موسم نہیں ہوتا۔ دن میں درجہ حرارت عام طور پر $50^{o}C$ سے اوپر جاتا ہے۔ اس انتہائی گرم درجہ حرارت کی وجوہات میں خشک ہوا، بادلوں کی غیر موجودگی، بہت زیادہ شمسی توانائی اور تیز عمل تبخیر شامل ہیں۔

ٹھنڈے صحراؤں کا درجہ حرارت موسم سرما میں نقطہ انجماد سے نیچے رہتا ہے اور موسم گرما میں $27^{o}C$ تک بڑھ جاتا ہے۔ دونوں قسم کے صحراؤں میں بارش کی سخت قلت ہوتی ہے۔ زیادہ تر دنیا کے صحرائی علاقوں میں سالانہ 100 ملی میٹر سے کم بارش ہوتی ہے۔ صحرائے صحارا کے وسطی حصوں اور ایٹے کاما صحرا میں بارش نہ ہونے کے برابر ہے۔

نباتات (Vegetation)

چند انواع کی نباتات جیسے جھاڑیاں، جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس صحراؤں میں اگ سکتے ہیں۔ صحرا خشک آب و ہوا اور شدید گرمی کی وجہ سے پودوں کی نشوونما کے لیے موزوں نہیں۔ دونوں قسم کے صحراؤں میں عام عام طور پر کم مرطوبی (Xerophytes) یا خشک مزاحم جھاڑیاں اگتی ہیں جن میں خاردار جھاڑیاں، لمبی جڑوں والی گھاس اور پست قد کیکر شامل ہیں۔ پودے اپنے آپ کو صحرائی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر صحرائی جھاڑیوں کی جڑیں لمبی اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ تاکہ ایک بڑے علاقے سے نمی اکٹھی کر سکیں۔ ان کے پتے سوئی نما ہوتے ہیں۔ جو عمل تبخیر کو کم کر کے پانی بچانے میں مدد دیتے ہیں۔ کچھ پودوں کے تنے موٹے ہوتے ہیں جیسے کیکٹس (Cactus) جن میں پانی ذخیرہ ہوتا ہے۔ بیج ایک موٹے خول میں بند ہوتے ہیں جو انہیں اگنے تک گرم ریت میں محفوظ رکھتے ہیں۔

نباتات کے علاوہ صحراؤں میں جانوروں کی چند اقسام بھی پائی جاتی ہیں مثال کے طور پر رینگنے والے جانور خرگوش، ہرن اور کیڑے مکوڑے وغیرہ۔ یہ جانور دن میں غاروں کے اندر چھپے رہتے ہیں تاکہ اپنے جسم کے درجہ حرارت اور پانی کی ضرورت کو کم رکھ سکیں۔

☆☆☆☆

باب 7

پاکستان کی آب و ہوا

-1 خالی جگہیں پر کریں۔

(i) مختصر مدت کے لیے کسی جگہ کی فضائی کیفیت کو .... کہتے ہیں۔

(ii) سمندری ٹھنڈی ہواؤں کی وجہ سے ساحلی علاقوں کا درجہ حرارت .... رہتا ہے۔

(iii) مون سون ہواؤں سے پاکستان کے .... علاقوں میں بارش ہوتی ہے۔

(iv) موسم سرما میں پاکستان کے شمالی علاقوں کا درجہ حرارت بہت .... ہوتا ہے۔

(v) پاکستان کی شمالی علاقوں کی آب و ہوا .... ہے۔

جوابات:

(i)	آب وہوا	(ii)	کم
(iii)	شمال مشرقی	(iv)	کم
(v)	معتدل		

-2 **صحیح اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں۔**

(i) پاکستان کی آب و ہوا سال بھر مستقل رہتی ہے۔

(ii) مون سون کے علاقے بلوچستان اور جنوبی پاکستان میں واقع ہیں۔

(iii) آم زیادہ تر گلگت میں اگایا جاتا ہے۔

(iv) پاکستان معتدل خطے میں واقع ہے۔

(v) پاکستان کے میدانی علاقوں میں فصل اگانے کے دو موسم ہوتے ہیں۔

جوابات:

(i)	X	(ii)	X
(iii)	X	(iv)	X
(v)	✓		

مختصر جوابات

-3 **مختصر جواب دیں:**

س(i) **موسم اور آب و ہوا میں فرق واضح کریں۔**

جواب: موسم: کسی خاص جگہ پر ایک مختصر مدت مثلاً دن یا ہفتہ کے لیے فضائی عوامل (درجہ حرارت، نمی، بارش، ہوا اور فضائی دباؤ) کی کیفیت کو موسم کہتے ہیں۔

آب و ہوا: کسی علاقے کی اوسط موسمی صورت حال کو آب و ہوا کہتے ہیں۔ یہ ایک لمبے عرصے پر محیط ہوتی ہے۔

س(ii) **آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے مختلف خطوں کے نام لکھیں۔**

جواب: الف۔ نیم حاری کوہستانی خطہ

ب۔ نیم حاری سطح مرتفع کا خطہ

ج۔ نیم حاری میدانی خطہ

س(iii) پہاڑی اور میدانی علاقوں میں کس طرح کے موسم ہوتے ہیں؟

جواب: پہاڑی علاقوں میں موسم سرما طویل اور انتہائی سرد ہوتا ہے۔ گرمیوں میں موسم معتدل رہتا ہے۔ میدانی علاقوں میں موسم گرما بہت طویل اور گرم رہتا ہے۔ بارشیں کم ہوتی ہیں۔

س(iv) پشاور اور پنجاب کی زمینیں کس قسم کی فصلوں کے لیے موزوں ہیں؟

جواب: پشاور اور پنجاب کی زمین گندم، گنا، تمباکو، کپاس اور چاول کی فصلوں کے لیے موزوں ہیں۔

4- تفصیلی جواب تحریر کریں۔

س(i) پاکستان کی آب و ہوا کو متعین کرنے والے عوامل پر بحث کریں۔

جواب: پاکستان کی آب و ہوا کو متعین کرنے والے عوامل مندرجہ ذیل ہیں:

(i) پاکستان نیم حاری خطے میں 24° شمال سے 37° عرض بلد کے درمیان واقع ہے۔ نیم حاری خطے میں واقع ہونے کی وجہ سے پاکستان کا درجہ حرارت خصوصاً موسم گرما میں کافی زیادہ ہوتا ہے۔

(ii) سمندری اثر ساحلی علاقوں میں موسم گرما اور موسم سرما کے درمیان درجہ حرارت کے فرق کو کم رکھتا ہے یوں موسم خوشگوار رہتا ہے۔

(iii) ملک کے شمالی اور مغربی علاقے سطح سمندر سے بہت اونچائی پر واقع ہیں جس کی وجہ سے یہاں سارا سال درجہ حرارت کم رہتا ہے۔

(iv) موسم گرما میں مون سون بارشیں ہوتی ہیں۔

(v) بحیرہ روم کے خطے سے سرد ہوائیں پاکستان میں مغرب کی طرف سے داخل ہوتی ہیں جو سردیوں میں بارشوں کا سبب بنتی ہیں۔

س(ii) پاکستان کے آب و ہوا کے خطوں پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب: **پاکستان کے آب وہوا کے خطے:**

(i) نیم حاری براعظمی کوہستانی خطہ

اس قسم کی آب و ہوا شمال اور شمال مغربی پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ اس خطے کے اہم علاقوں میں چترال، دیر، سوات، کوہستان اور کرم ایجنسی وغیرہ شامل ہیں۔ ان علاقوں میں موسم سرما بہت طویل اور انتہائی سرد ہوتا ہے۔ سرد مہینوں کے دوران درجہ حرارت اکثر نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے۔ بارش زیادہ تر برف باری کی صورت میں ہوتی ہے اور بلند پہاڑی چوٹیاں سال کا زیادہ عرصہ برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ شمالی پہاڑی علاقوں میں موسم گرما خوشگوار، بارانی اور مختصر ہوتا ہے جبکہ جنوبی کم بلند پہاڑی حصوں میں موسم گرما گرم اور خشک ہوتا ہے۔

(ii) نیم حاری براعظمی سطح مرتفع کا خطہ

اس طرح کی آب و ہوا بلوچستان کے مغربی حصوں میں پائی جاتی ہے جہاں موسم گرما سخت گرم اور موسم سرما سخت سرد ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں بارش بہت کم ہوتی ہے اس لیے یہاں صحرا جیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس خطے میں ملک کے خشک ترین علاقے شامل ہیں۔ مثال کے طور پر نوکنڈی جہاں سالانہ 5mm سے کم بارش ہوتی ہے۔

(iii) نیم حالی براعظمی میدانی خطہ

ملک کے زیادہ تر میدانی علاقوں میں اس قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ پاکستان کے تمام میدانی علاقے، شمالی سندھ اور مشرقی صحرائی علاقے اس خطے میں شامل ہیں۔ ان علاقوں میں موسم گرما بہت طویل اور گرم ہوتا ہے اور بارشیں کم ہوتی ہیں۔ موسم گرما میں گرد کے طوفان عام ہوتے ہیں۔ اکتوبر اور نومبر خشک ترین مہینے ہیں۔ زیادہ تر بارشیں شمالی اور مشرقی حصوں میں مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ شمال مغربی حصوں میں موسم سرما میں بارش زیادہ ہوتی ہے جس کی مقدار جنوب کی طرف جاتے ہوئے کم ہوتی جاتی ہے۔

(iv) نیم حاری براعظمی ساحلی خطہ

اس طرح کی آب و ہوا سندھ میں کراچی اور بلوچستان میں مکران کے ساحل پر پائی جاتی ہے۔ سمندر سے آنے والی ٹھنڈی ہواؤں کی وجہ سے اس طے میں درجہ حرارت معتدل رہتا ہے۔ موسم گرما میں ہلکی گرمی ہوتی ہے جبکہ موسم سرما معتدل رہتا ہے۔ دن اور رات کے درجہ حرارت میں فرق کم ہوتا ہے۔ نمی کافی زیادہ ہوتی ہے لیکن بارش کم ہوتی ہے۔

س(iii) پاکستان کے موسموں پر تفصیل سے بحث کریں۔

جواب: پاکستان کی آب وہوا موسموں کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ درجہ حرارت اور بارش کی بنیاد ہر سال کو مختلف دورانیوں میں کیا گیا ہے۔ جنہیں موسم کہتے ہیں۔ پاکستان میں موسموں کی آمد اور دورانیہ محل وقوع کے ساتھ تھوڑا بہت تبدیل ہوتا رہتا ہے لیکن بالعموم یہاں پر چار موسم ہوتے ہیں۔

(i) موسم سرما......دسمبر سے فروری تک

(ii) موسم گرما......جون سے ستمبر تک (مون سون کا دور)

(iii) موسم بہار......مارچ سے مئی تک

Scanned with CamScanner

(iv) موسم خزاں......اکتوبر سے نومبر تک (بعد مون سون دور)

(i) موسم سرما (Winter Season)

پاکستان میں موسم سرما معتدل اور سرد رہتا ہے۔ شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقوں میں درجہ حرارت بہت کم ہوتا ہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں موسم سرما کافی طویل اور سرد ہوتا ہے۔ یہاں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔ برف باری زیادہ ہوتی ہے۔ پنجاب کے مشرقی اور خیبر پختونخوا کے وسطی علاقوں میں موسم سرما کم سرد اور مختصر ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں موسم سرما کے دوران دھند عام ہوتی ہے۔ زیریں میدان سندھ اور ملک کے جنوبی حصوں میں موسم سرما معتدل، خشک اور مختصر ہوتا ہے جہاں اوسط درجہ حرارت $130^{o}C$ ہوتا ہے۔

(ii) موسم بہار (Spring Season)

ملک کے زیادہ تر حصوں میں اسے موسم گرما کی ابتدا تصور کیا جاتا ہے۔ دن میں درجہ حرارت زیادہ ہوتا ہے لیکن راتیں ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہیں۔ زیادہ تر میدانی علاقوں میں اس موسم کے دوران گرد آلود ہوائیں چلتی ہیں۔

(iii) موسم گرما (Summer Season)

ملک کے میدانی علاقوں میں موسم گرما کافی طویل اور گرم ہوتا ہے۔ جہاں گرم ترین مہینے کا اوسط درجہ حرارت $32^{o}C$ سے زیادہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات درجہ حرارت $40^{o}C$ سے کافی اوپر جاتا ہے۔ تاہم پہاڑی علاقوں میں موسم گرما معتدل اور مختصر ہوتا ہے۔ ساحلی علاقوں میں موسم گرما زیادہ تر خوشگوار ہوتا ہے۔ بارش کے لحاظ سے پاکستان زیادہ تر خشک ہے۔ ملک کے زیادہ تر حصوں میں بارش تین مہینے یعنی جولائی، اگست اور ستمبر کے دوران ہوتی ہے۔ یہ بارشیں مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ابتدائی مون سون ہوائیں شمالی پنجاب میں داخل ہوتی ہیں جبکہ کچھ ثانوی ہوائیں جنوبی پنجاب اور سندھ میں داخل ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے ملک کے شمال مشرقی علاقے موسم گرما میں مون سون ہواؤں سے زیادہ بارشیں حاصل کرتے ہیں۔ جنوب مغربی میدانوں کی طرف بارش کی مقدار میں خاطر خواہ کمی ہوتی ہے۔

(iv) موسم خزاں (Autumn Season)

یہ مون سون اور موسم سرما کی درمیان کا عبوری مدت ہے۔ ملک کے سارے میدانی حصوں میں یہ سال کا خشک ترین موسم ہوتا ہے۔ کبھی کبھار مقامی بارشیں ہوتی ہیں۔ میدانی علاقوں میں درجہ حرارت معتدل سے سرد رہتا ہے جبکہ پہاڑی علاقوں میں نومبر کے مہینے میں درجہ حرارت کافی کم رہتا ہے۔

س(iv) آب و ہوا کا انسانی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: آب و ہوا کسی ملک کے لوگوں پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ آب و ہوا نباتات، انسانی صحت، زندگی گزارنے کے طریقوں، مزاج اور معاشی سرگرمیوں پر اثر ڈالتی ہے۔

مثال کے طور پر پاکستان کے شمالی علاقوں میں فصل کی نشوونما کا دورانیہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ موسم سرما میں سخت سردی ہوتی ہے اور درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں موسم گرما کے دوران چند ایک فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ ان علاقوں میں پھل دار درخت جیسے سیب، اخروٹ اور خوبانی وغیرہ اگائے جاتے ہیں۔ موسم سرما میں زندگی بہت دشوار بن جاتی ہے اور زندگی گزارنے کے لیے صرف اندرون خانہ (گھریلو) سرگرمیاں جاری رہتی ہیں مثال کے طور پر کپڑے بننا، کشیدہ کاری اور دوسری دستکاریاں وغیرہ۔ ان علاقوں کے لوگ موسم سرما کے لیے اناج اور خوراک کی دوسری اشیا ذخیرہ کرتے ہیں۔ سرد علاقوں کے لوگ موٹے کپڑے پہنتے ہیں۔ ایسے بند گھروں میں رہتے ہیں جنھیں گرم رکھا جاسکتا ہو اور گوشت اور چربی کا زیادہ استعمال کرتے ہیں تاکہ سخت سرد آب و ہوا میں زندگی گزار سکیں۔

اس کے مقابلے میں میدانی علاقوں میں موزوں آب و ہوا کی بدولت زراعت بہت عام ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں فصل اگانے کے دو موسم ہوتے ہیں۔ موسم سرما کا فصل یا فصل ربیع اور موسم گرما کا فصل یا فصل خریف۔ اس وجہ سے یہاں بہت سارے قیمتی فصلیں اگائی جاسکتی ہیں۔ مختلف انواع کے پھل مثلاً آم، انگور، تربوز اور کیلا وغیرہ بھی اگائے جاتے ہیں۔ ان علاقوں میں زندگی نسبتاً زیادہ آرام دہ ہوتی ہے اور سارا سال مختلف معاشی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ گرم علاقوں کے لوگ کھلے اور ہوادار گھر تعمیر کرتے ہیں۔ ہلکے پھلکے کپڑے پہنتے ہیں۔ گھروں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے مختلف قسم کے آلات جیسے ایئر کنڈیشنر، روم کولر اور پنکھے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طرح پانی ٹھنڈا کرنے اور پھل، سبزیاں، دودھ اور کھانے کی دوسری اشیا کو گرمی سے محفوظ رکھنے کے لیے فریج اور فریزر استعمال کیے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆

باب 8

پاکستان کے ہمسایہ خطے

1- مناسب الفاظ کا استعمال کر کے خالی جگہیں پر کریں۔

(i) کوہ ہمالیہ..............میں واقع ہے۔

(الف) وسطی ایشیا (ب) جنوبی ایشیا

(ج) چین (د) مشرقی ایشیا

Scanned with CamScanner

(ii) بنگلہ دیش .... میں واقع ہے۔

(الف) مشرق وسطیٰ (ب) جنوبی ایشیا

(ج) مغربی ایشیا (د) مشرقی ایشیا

(iii) وسطی ایشیا میں .... ممالک ہیں۔

(الف) 4 (ب) 5

(ج) 6 (د) 7

(iv) دنیا کا سب سے گنجان آباد ملک .... ہے۔

(الف) بھارت (ب) پاکستان

(ج) ایران (د) چین

جوابات:

(i)	جنوبی ایشیا	(ii)	جنوبی ایشیا
(iii)	5	(iv)	چین

2- صحیح اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں۔

(i) نیپال چاول میں خودکفیل ہے۔

(ii) چین دنیا کی دوسری بڑی معیشت ہے۔

(iii) دریائے ینگ زی (Yantzi) چین میں بہتا ہے۔

(iv) صحرائے عرب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔

(v) پاکستان اور بھارت کی سرحد کو ڈیورینڈ لائن کہتے ہیں۔

جوابات:

(i)	X	(ii)	✓
(iii)	✓	(iv)	X
(v)	X		

3- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

س(i) پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت

پاکستان اپنے جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے پوری دنیا کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان، جنوب مغرب میں ایران، شمال میں چین اور مشرق میں بھارت واقع ہیں۔ پاکستان کا شمالی پڑوسی یعنی چین دنیا کی دوسری بڑی معاشی قوت ہے۔ مشرقی پڑوسی یعنی بھارت ایک ابھرتی ہوئی معاشی قوت اور صنعتی ترقی کی راہ پر گامزن ملک ہے۔

پاکستان براعظم ایشیا اور افریقہ کے مسلمان ممالک کے وسط میں واقع ہے۔ یہ باقی مسلمان ممالک کے ساتھ زمینی اور بحری راستوں کے ذریعے منسلک ہے۔ مرکزی محل وقوع کی وجہ سے پاکستان مسلمان ممالک کے اتفاق واتحاد میں بنیادی کردار کا حامل ہے۔

پاکستان مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک کے قریب واقع ہے۔ خلیج فارس اور بحیرہ عرب کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کے لیے اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ افغانستان اپنی بحری تجارت اور نقل وحمل کے لیے پاکستان کے ساحل پر انحصار کرتا ہے اسی طرح وسطی ایشیا کے کچھ حصے بھی پاکستان کے ساحل کو استعمال کرتے ہیں۔

پاکستان کا اپنے ہمسائیوں کے ساتھ تعلقات

پاکستان کے اپنے زیادہ تر پڑوسی ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ چین پاکستان کا ایک اہم تجارتی اور دفاعی ساتھی ہے۔ پاکستان اور چین کے درمیان 600 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات رکھتے ہیں۔ دونوں کے درمیان بھاری مشینری، صنعت اور دوسرے کئی شعبوں میں قریبی تعاون ہے۔ ریشم، کپڑا اور مشینیں چین سے درآمد کی جاتی ہیں۔

س(ii) پاکستان کے ہمسایہ خطوں کے ممالک کے نام لکھیں۔

جواب: جنوبی ایشیا: پاکستان، نیپال، بھارت، بھوٹان، مالدیپ، بنگلہ دیش، سری لنکا اور افغانستان۔

مشرق وسطیٰ: عراق، فلسطین، اردن، کویت، لبنان، امان، قطر

وسطی ایشیا: قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان، ازبکستان

س(iii) چین پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: چین روس اور کینیڈا کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ چین کی آبادی 1.2 ارب سے زیادہ ہے۔ یہ دنیا کی کل آبادی کا تقریباً پانچواں حصہ ہے۔

جغرافیائی خصوصیات (Geographical Setting)

چین کا تقریباً 2/3 حصہ پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ پہاڑی سلسلے بنیادی طور پر مشرق سے مغرب اور شمال مشرق سے جنوب مغرب کی سمت میں واقع ہیں۔ جن میں بعض سلسلے بہت اونچے ہیں۔ چین میں بے شمار دریا اور جھیلیں ہیں۔ دریائے ینگ زی (Yangtzi) چین اور ایشیا میں سب سے لمبا جبکہ دنیا میں تیسرا لمبا دریا ہے۔ ہوانگ ہو (Hawang ho) دریا، چین کے لوگوں کا مقدس دریا ہے۔ یہ دونوں دریا بحرالکاہل میں گرتے ہیں۔ وسیع رقبے کی وجہ سے چین کی آب وہوا کے کئی علاقائی خطے ہیں۔ شمالی چین میں موسم سرما بہت سرد ہوتا ہے اور درجہ حرارت 17 درجہ سنٹی گریڈ سے نیچے گر جاتا ہے۔ وسطی چین کی آب وہوا معتدل رہتی ہے اور درجہ حرارت موسم سرما میں 17°C - جبکہ موسم گرما میں 27°C تک رہتا ہے۔ مشرقی چین میں موسم سرما گرم اور مرطوب ہوتا ہے جبکہ مغربی

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

صحرا میں درجہ حرارت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مئی سے اکتوبر تک مون سون کا موسم ہوتا ہے جس میں بارشیں ہوتی ہیں۔

معیشت (Economy)

چین امریکہ کے بعد دنیا کی دوسری بڑی معاشی طاقت ہے۔ یہ ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ چین میں معاشی ترقی کی شرح پچھلے 30 سال سے 10% سالانہ ہے جو کہ دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ چین دنیا میں کئی مصنوعات اور اشیا برآمد کرنے والا سب سے بڑا جبکہ درآمدات کے لحاظ سے دوسرا بڑا ملک ہے۔ چین صنعتی لحاظ سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ ساحل سمندر کے قریب واقع صوبے دور دراز علاقوں کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ زراعت بھی ایک اہم معاشی ذریعہ ہے۔ گندم اور چاول بڑے پیمانے پر کاشت کیے جاتے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں ماہی گیری بھی ایک اہم صنعت ہے۔ چین میں کئی اہم معدنیات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر کوئلہ، سیسہ، زنک، تانبا اور سونا وغیرہ۔

س(iv) مشرق وسطیٰ کی معیشت پر بحث کریں۔

جواب: مشرق وسطیٰ کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ صحرائی علاقوں میں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ جو تقریباً 4 انچ سالانہ ہیں۔ درجہ حرارت عموماً بہت زیادہ ہوتا ہے۔ تاہم بحیرہ روم، بحیرہ اسود اور بحیرہ قلزم کے ساحل پر واقع علاقوں میں سمندری ہواؤں کی وجہ سے آب و ہوا خوشگوار رہتی ہے۔

معیشت (Economy)

مشرق وسطیٰ کی معاشی ترقی میں تیل بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں موجود تیل کے ذخائر دنیا کے کل ذخائر کا تقریباً 70% ہیں۔ یہ خطہ دنیا کے امیر ترین خطوں میں سے ایک ہے تیل کے ذخائر کے لحاظ سے سعودی عرب پہلے، عراق دوسرے اور ایران تیسرے نمبر پر ہے۔ علاوہ ازیں یہ خطہ صنعتی طور پر بھی ترقی یافتہ ہے۔ صنعتی ترقی میں ترکی سب سے آگے ہے۔ اس کے علاوہ عراق، ایران اور ترکی میں زراعت بھی بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔ گندم، جوار، کھجور اور سبزیاں یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ مشرق وسطیٰ خوردنی اشیا میں خود کفیل نہیں ہے اور زیادہ تر درآمدات پر انحصار کرتا ہے۔

مشرق وسطیٰ کے ممالک

ملک	دارالخلافہ	رقبہ (مربع کلومیٹر)	آبادی
عراق	بغداد	437,072	31,500,000
فلسطین	یروشلم	6220	6,500,000
اردن	امان	89,342	3,100,000
کویت	کویت سٹی	17,820	4,300,000
لبنان	بیروت	10,452	3,100,000
امان	مسقط	221,460	4,000,000
قطر	دوحہ	11,571	1,700,000

س(v) پاک بھارت تعلقات پر بحث کریں۔

جواب: پاک بھارت تعلقات:

بھارت پاکستان کے مشرق میں واقع ہے۔ ان دونوں ممالک کے درمیان 1600 کلومیٹر لمبی سرحد واقع ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان کچھ تاریخی پیچیدگیاں اور تنازعات چلے آ رہے ہیں۔ جن میں سب سے بڑا کشمیر کا مسئلہ اور سرحد کی حد بندی ہے۔ اس تنازعہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں جنگیں لڑی گئیں۔ دونوں ممالک کو اپنے مسائل حل کرنے چاہئیں کیونکہ دونوں ممالک کی بقاء اور بہبود و ترقی کے لیے امن بہت ضروری ہے۔

☆☆☆☆

باب 9

پسماندگی کے مسائل

1- مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں۔

(i) اجارہ داری کا مطلب .... ہے۔
(مارکیٹ کی کمی، مارکیٹ کی دوری، مقابلے کی کمی، مضبوط مقابلہ)

(ii) افغانستان ایک .... ملک ہے۔
(ترقی پذیر، ترقی یافتہ، پسماندہ، مشہور)

(iii) ترقی یافتہ ممالک میں معاشی ترقی .... ہوتی ہے۔
(اوسط، کم، کم سے کم، زیادہ)

(iv) بڑے ترقی یافتہ ممالک .... ہیں۔
(7، 8، 9، 10)

(v) پسماندگی کے مسائل کو .... اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
(2، 3، 4، 5)

جوابات:

(i)	مقابلے کی کمی	(ii)	پسماندہ
(iii)	زیادہ	(iv)	10
(v)	3		

2- مندرجہ ذیل جملوں میں صحیح اور غلط نشاندہی کریں۔

(i) پسماندہ ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی زیادہ بڑا مسئلہ نہیں ہے۔

(ii) پسماندہ ممالک عام طور پر معاشی طور پر طاقتور ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(iii) پسماندہ ممالک میں لوگوں کو اقتصادی اشیا اور خدمات کی قیمتوں میں اضافے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو افراطِ زر کا نتیجہ ہے۔

(iv) سیاسی عدم استحکام ترقی یافتہ ممالک کو درپیش مسائل میں سے ایک ہے۔

(v) ناکافی طبی سہولیات اور غذائیت ماں اور بچے کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

جوابات:

(i)	X	(ii)	X
(iii)	✓	(iv)	✓
(v)	X		

سوال i: پسماندہ علاقوں کے معاشی مسائل پر بحث کریں۔

جواب: معاشی/اقتصادی مسائل (Economic Problems)

وہ عوامل جو معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں معاشی مسائل کہلاتے ہیں۔ پسماندہ ممالک کو درپیش عام معاشی مسائل میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(i) افراطِ زر (Inflation)

پسماندہ ممالک کے عوام مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا سامنا کر رہے ہیں جو کہ افراطِ زر کی شرح میں اضافے کا نتیجہ ہے۔ اقتصادی ماہرین بڑھتی ہوئی آبادی اور دستیاب وسائل کی کمی کو افراطِ زر کی بنیادی وجہ سمجھتے ہیں۔ جب ایک محدود چیز کی مانگ بڑھ جائے تو اس صورت میں اس کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ افراطِ زر کی ایک اور بڑی وجہ جنگ اور نقل مکانی اور قدرتی اور انسانی آفات ہیں۔

-1 آب و ہوا (Climate)

آب و ہوا ترقی کو فروغ دینے والی اہم جغرافیائی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ جن علاقوں کی آب و ہوا معتدل ہوتی ہے وہ مقامی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے موزوں سمجھے جاتے ہیں۔ وہ علاقے جہاں آب و ہوا غیر معتدل ہوتی ہے موسمی حالات غیر یقینی ہوتے ہیں اور درجہ حرارت ناقابل برداشت حد تک کم یا زیادہ ہوتا ہے وہ علاقے ترقی کی سرگرمیوں کے لیے غیر موزوں سمجھے جاتے ہیں۔

-2 طبعی خدوخال (Physical Relief)

یہ ترقی کو فروغ دینے والا ایک اور اہم جغرافیائی عنصر ہے۔ میدانی علاقوں میں عموماً نقل وحمل آسان اور مواصلات بہتر ہوتے ہیں اس لیے ایسے علاقوں کو صنعتکاری، آبادکاری، صحت اور تعلیمی سہولیات کی تعمیر وغیرہ کے لیے پہاڑی علاقوں سے بہتر تصور کیا جاتا ہے۔

-3 مٹی کی قسم (Type of Soil)

کسی علاقے میں موجود مٹی کی قسم بھی ترقی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس مٹی میں بنیادی غذائی اجزا اور نمی کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت کافی ہوتی ہے اسے زرعی سرگرمیوں کے لیے موزوں تصور کیا جاتا ہے۔

-4 معدنیات کی دستیابی (Minerals)

معدنیات کی دستیابی ترقی کو فروغ دینے والی اہم جغرافیائی خاصیت ہے۔ کسی علاقے میں پائی جانے والی معدنیات جیسے کوئلہ، گیس، خام تیل، سونا اور دوسری قیمتی دھاتیں وہاں کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

-3 ان سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

سوال i: ترقی یافتہ اور پسماندہ علاقوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: ترقی اور پسماندگی

لفظ ترقی ایک وسیع المعانی اصطلاح ہے۔ عموماً اسے معاشی نشوونما اور فی کس آمدنی میں اضافے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ایک کشادہ فہم اصطلاح ہے جس میں نہ صرف فی کس آمدنی بلکہ صنعت کاری، ٹیکنالوجی، ملازمت، وسائل کا صحیح استعمال، آبادی پر کنٹرول، پینے کا صاف پانی، صحت اور تعلیم کی سہولیات اور زندگی کا معیار شامل ہیں۔

پسماندگی کی اصطلاح اکثر کم ترقی یافتہ معیشتوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔ کم فی کس آمدنی، قدرتی وسائل کی کمی، صنعت کاری کا فقدان، جدید زرعی ٹیکنالوجی کا نہ ہونا، ملازمت کے کم مواقع، صحت اور تعلیم کی سہولیات کا فقدان، صاف پانی کی فراہمی کی کمی، رہائشی معیار کا پست ہونا اور خوراک کی کمی وغیرہ پسماندگی کی بنیادی علامات ہیں۔

ترقی یافتہ اور پسماندہ علاقے

دنیا کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ مختلف نسلوں، مذاہب، تہذیب وتمدن اور جغرافیائی مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی خصوصیات ان ممالک میں بسنے والی قوموں کو ایک دوسرے سے مختلف بناتی ہیں۔ دنیا میں ایسے بہت کم ممالک ہیں جو معیشت، صنعتی ٹیکنالوجی اور جدید زراعت کے میدان میں ترقی کر رہے ہیں۔ ایسے ممالک کی تعداد زیادہ ہے جن کی آبادی خوراک کی قلت کی وجہ سے فاقے کر رہی ہے۔ پانی سے متعلقہ بیماریوں میں مبتلا ہے اور سیلاب، زلزلوں، جنگوں اور دیگر آفات کا شکار ہیں۔

معاشی ارتقاء کے مختلف مراحل ہیں۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک ماضی میں پسماندہ تھے اور کڑی محنت کے بعد وہ اپنی موجودہ حیثیت تک پہنچے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک پسماندہ ملک مستقبل کا ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے لیکن اس خواب کے حصول کے

Scanned with CamScanner

لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

سوال iii: پسماندہ ممالک کے بنیادی معاشرتی مسائل کون کون سے ہیں۔

جواب: پسماندہ ممالک کے معاشرتی مسائل:

پسماندہ ممالک کے اہم معاشرتی مسائل درج ذیل ہیں:

(i) آبادی (Over Population)

بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانا پسماندہ ممالک کے سماجی مسائل میں سے ایک غور طلب مسئلہ ہے۔ پاکستان میں شرح اموات کم ہو رہی ہے اور شرح پیدائش میں ابھی تک کوئی قابل ذکر کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ آبادی کے بڑھنے سے خوراک' گھر' روزگار اور سکولوں کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ ایسے ممالک میں ملکی وسائل اپنی آبادی سے متعلق مسائل پر خرچ ہوتے ہیں اور سماجی اور اقتصادی ترقی کی طرف بہت کم دھیان دیا جاتا ہے۔

(ii) ناخواندگی (Illiteracy)

پسماندہ ممالک میں شرح خواندگی بہت کم ہے۔ زیادہ تر خاندانوں میں آٹھ سے دس افراد ہوتے ہیں اور کمانے والا صرف ایک ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا ممکن نہیں ہوتا اور زیادہ تر بچے اٹھارہ سال سے پہلے ہی مزدوری شروع کر دیتے ہیں۔

(iii) بدعنوانی (Corruption)

بدعنوانی بہت سارے مسائل جیسے بے انصافی' بے روزگاری اور جرائم وغیرہ کی جڑ ہے۔ یہ پسماندہ ممالک کا ایک اہم مسئلہ ہے جو معاشی' معاشرتی اور سیاسی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

(iv) بدامنی (Security Problems)

پسماندگی کی وجوہات میں ایک اہم وجہ جنگ اور تنازعات ہیں۔ جنگی محاذوں کی وجہ سے ملک کے بجٹ کا بڑا حصہ جنگ پر خرچ ہو جاتا ہے۔ پسماندہ ممالک زیادہ تر اندرونی بدامنی کا شکار ہیں جو اموات اور نقل مکانی کا سبب بنتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسے ممالک کے اپنے ہمسایوں کے ساتھ بھی تنازعات چل رہے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بجٹ کا ایک بڑا حصہ دفاعی اخراجات پر خرچ ہوتا ہے۔

(v) خوراک کی قلت اور بچوں کی اموات (Nutrintion and Child Mortality)

نوزائیدہ بچے اور حاملہ مائیں غذائی قلت کے مسئلے میں مبتلا ہیں۔ حکومتی سطح پر ایسے پروگراموں کی ضرورت ہے جن کے تحت خوراک کی کمی کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔ ناکافی طبی سہولیات اور غذائی قلت کی وجہ سے بہت سارے بچے پیدائش کے بعد جوانی سے پہلے مر جاتے ہیں۔

(vi) بچوں سے مشقت (Child Labour)

اگرچہ اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں سے مزدوری لینے والے افراد کے خلاف قانون موجود ہے اور ایسے لوگوں کو سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں لیکن پھر بھی پسماندہ ممالک میں بچے مزدوری کرتے ہیں۔ بچوں سے زیادہ مشقت لی جاتی ہے۔ ان کی مثبت صلاحیتیں فروغ نہیں پا سکتیں۔

(vii) بیرون ملک نقل مکانی (Brain Drain)

پسماندہ ممالک میں روزگار کے مواقع اور تعلیمی سہولیات کی کمی ہوتی ہے۔ زیادہ تر تعلیم یافتہ اور ہنرمند لوگ روزگار کی تلاش میں ترقی یافتہ ممالک کا رخ کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ترقی کے مواقع اور بھی کم ہو جاتے ہیں۔

(viii) غربت (Poverty)

پسماندہ م مالک میں کمانے والے کم جبکہ ان پر منحصر کھانے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ عام طور پر خاندان کے سارے لوگ ایک ہی کمانے والے کی کمائی پر انحصار کرتے ہیں۔ اس لیے خوراک' لباس' تعلیم' صحت اور دوسری ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ پسماندہ ممالک میں غربت اور وسائل کی کمی ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔

سوال iv: پسماندگی کے اسباب بیان کریں۔

جواب: پسماندگی کے اسباب:

(i) تعلیم کا فقدان:

جس ملک کے لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوں گے وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک مسلمان تعلیم سے وابستہ رہے وہ ترقی پر تھے اور جب انہوں نے تعلیم سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ پسماندہ رہ گئے۔

(ii) قدرتی وسائل کی کمی:

قدرتی وسائل مثلاً زمین کی زرخیزی' معدنیات کی دستیابی' بارش' جنگلات کم ہوں وہ ملک پسماندہ رہے گا۔

(iii) آبادی میں اضافہ:

ملک کے وسائل سے آبادی میں اضافہ ملکی پسماندگی کا سبب بنتا ہے۔

(iv) اجاری داری:

جن ملکوں کی کمپنیوں یا صنعتکاروں میں مقابلہ نہ ہونے سے مقابلہ نہیں ہوتا اور صنعتکار اپنی مرضی کے مطابق اشیا کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

باب 10

جغرافیہ میں جدید ٹیکنالوجی کا تعارف

-1 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ہماری.................کی حسیں دور حسی کی مثالیں ہیں۔
(دیکھنے اور سننے، ذائقے اور دیکھنے، چھونے اور سننے، چھونے اور دیکھنے)

(ii) GIS کے..................اجزا ہیں۔ (2، 3، 4، 5)

(iii) GIS..................کا مخفف ہے۔
(جنرل انفارمیشن سسٹم، جیوگرافک انفارمیشن سسٹم، جیوگرافی انٹیگریٹڈ سسٹم)

(iv) GPS..................مقصد کے لیے تیار کیا گیا تھا۔
(سیاسی، فوجی، معاشرتی، مذہبی)

(v) سیارچی دور حسی میں ....بطور پلیٹ فارم استعمال کیے جاتے ہیں۔ (غبارے، جہاز، پتنگ، سیارچے)

جوابات:

(i)	دیکھنے اور سننے	(ii)	3
(iii)	جیوگرافک انفارمیشن سسٹم	(iv)	فوجی
(v)	سیارچے		

-2 صحیح جملوں پر (✓) اور غلط پر (X) کا نشان لگائیں۔

(i) فضائی تصاویر سیارچوں کی مدد سے لی جاتی ہیں۔

(ii) دور حسی ماحول اور زمین کی سطح کو چھو کر معلومات حاصل کرنے کی سائنس ہے۔

(iii) GIS فیصلے کو آسان بناتا ہے۔

(iv) برقناطیسی رو کو فضا میں پھیلنے کے لیے واسطے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(v) جیوسٹیشنری سیارچہ قدرتی سیارچوں کی ایک قسم ہے۔

جوابات:

(i)	✓	(ii)	X
(iii)	✓	(iv)	X
(v)	X		

-3 مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

س(i) دور حسی کی تعریف کریں اور اس کے بنیادی اجزاء پر بحث کریں۔

جواب: دور حسی:

زمین (خشکی اور سمندروں) اور ماحول کے بارے میں بغیر چھوئے معلومات حاصل کرنے کی سائنس دور حسی کہلاتی ہے۔

دور حسی کے بنیادی اجزا

دور حسی کا نظام مندرجہ ذیل بنیادی اجزا پر مشتمل ہے:

(1) **برقی مقناطیسی شعاعیں**

یہ وہ شعاعیں ہیں جو خلاء میں بغیر واسطے کے پھیلتی ہیں۔ سورج کی روشنی ان شعاعوں کی ایک مثال ہے جسے ہماری آنکھیں محسوس کرتی ہے۔ برقناطیسی شعاعیں برقی اور مقناطیسی میدانوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور روشنی کی رفتار میں حرکت کرتی ہیں۔ یہ شعاعیں دور حسی کا بنیادی جزو ہے جو ہدف اور محاس یا سنسر کے درمیان معلومات لے جانے کے لیے واسطے کا کام کرتی ہیں۔

(2) **محاس (Sensors)**

وہ آلات جو اشیا سے نکلنے یا منعکس ہونے والی برقناطیسی شعاعوں کو محسوس کرتے ہیں محاس یا سنسر کہلاتے ہیں۔ کیمرہ اور سکینرز (Scanners) اس کی عام مثالیں ہیں۔

(3) **پلیٹ فارم (Platform)**

وہ سطح جس پر دور حسی کے اعداد و شمار جمع کرنے کے لیے کیمرہ یا سنسر نصب کیا جاتا ہے۔ پلیٹ فارم کہلاتا ہے۔ ابتدائی دور میں غباروں اور ہوائی جہازوں کو بطور پلیٹ فارم استعمال کیا جاتا تھا لیکن آج کل مصنوعی سیارچے استعمال کیے جاتے ہیں۔

س(ii) **گلوب پوزیشننگ سسٹم کیا ہے؟ اس کے استعمالات پر بحث کریں۔**

جواب: **گلوبل پوزیشننگ سسٹم (GPS)**

یہ سمت اور صحیح جگہ معلوم کرنے کا آلہ ہے۔ اسے پہلی مرتبہ امریکہ کے محکمہ دفاع نے 1973ء میں فوجیوں کی مدد کے لیے بنایا تھا۔ آج کل یہ دنیا بھر میں سفری مقاصد اور سائنسی مطالعوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سفری مقاصد کے لیے اسے جہازوں، کشتیوں، گاڑیوں اور موبائل فون میں جگہ اور سمت کی نشاندہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ GPS سائنسی تحقیق میں بھی بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جغرافیہ کے ماہرین اسے زمینی سطح کی خصوصیات کے جائزے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ماہری موسمیات اسے موسمی اور عالمی ماحولیاتی مطالعے کے لیے استعمال کرتے ہیں جبکہ ماہرین ارضیات اسے زلزلوں کے مطالعے اور قشری پلیٹوں کی حرکت معلوم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

GPS کا اطلاق (Applications of GPS)

دور جدید میں GPS تمام شعبوں میں بالعموم اور جغرافیہ میں بالخصوص بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ GPS کے چند استعمالات

Info Hub HRMS SIS SED

Scanned with CamScanner

مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) مقامات کی نشاندہی:
GPS کو مقامات کی صحیح نشاندہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ii) نقل و حمل:
اس کو لوگوں اور اشیا کی نقل و حمل کی نگرانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(iii) نقشہ سازی:
ماہرین جغرافیہ اور نقشہ ساز اسے نقشہ سازی میں استعمال کرتے ہیں۔

س iv: GIS کے بنیادی اجزا بیان کریں۔

جواب: GIS کے اجزا (Components of GIS)
GIS کے بنیادی اجزا مندرجہ ذیل ہیں:

(i) ہارڈ ویئر (Hardware)
یہ GIS کے اہم اجزا میں سے ایک ہے۔ یہ کمپیوٹر اور متعلقہ دوسرے مادی آلات جیسے سکینر، پرنٹر اور ڈیجیٹائزر وغیرہ پر مشتمل ہے۔

(ii) سافٹ ویئر (Software)
یہ ہارڈ ویئر کو چلانے والے پروگراموں پر مشتمل ہے۔ یہ جغرافیائی معلومات جمع کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

(iii) معلومات/ڈیٹا (Data)
یہ GIS کا ایک بنیادی جزو ہے۔ یہ ان حقائق اور اعداد و شمار پر مشتمل ہوتا ہے جس کا تجزیہ کرنا مقصود ہو۔

(iv) ماہرین:
GIS ایسے ماہرین کے بغیر بیکار ہے جو اس کے تصور کو سمجھتے ہوں اور اس ٹیکنالوجی کو حقیقی دنیا کے مسائل میں استعمال کر سکتے ہوں۔

(iv) سروے اور حد بندی:
اس ٹیکنالوجی کو سروے کے دوران مقامات اور جائیداد کی حدود کے صحیح تعین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(v) زلزلوں کا مطالعہ:
اس کو زلزلے کا سبب بننے والے شگافی خطوط پر قشری پلیٹوں کی حرکت کی پیمائش کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(vi) قدرتی آفات کے دوران:
GPS کو قدرتی آفات کے دوران متاثرہ جگہوں کی نشاندہی اور ہنگامی خدمات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(vii) سمت کا تعین کرنا:
GPS ٹیکنالوجی کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانے، مقام کے تعین کرنے اور رفتار معلوم کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

GPS کے ذریعے حاصل کردہ معلومات کو GIS میں بطور بنیادی معلومات (Input) کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال (iv) GIS کیوں اہم ہے؟ اس کے بنیادی استعمالات بیان کریں۔

جواب: **اہمیت:** GIS زمین کی سطح پر اشیاء کے باہمی تعلق اور مظاہر کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اس کی مدد سے ہم زمین کی ساخت کے متعلق سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔

GIS کا اطلاق (Applications of GIS)

(i) زمین کی سطح پر رونما ہونے والی وقتی اور علاقائی تبدیلیوں کی نگرانی کرنا۔
(ii) سطحی اور ماحولیاتی عوامل کی جانچ پڑتال کرنا۔
(iii) جغرافیائی مظاہر کے دوران تعلق کا تجزیہ کرنا۔
(iv) جگہ کی بنیاد پر کسی علاقے کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا۔
(v) کم وقت میں اور آسانی سے زمینی معلومات کی تجدید۔
(vi) زمینی حقائق اور خصوصیات کو نقشوں، گرافوں اور جدولوں کے ذریعے پیش کرنا۔
(vii) اصل دنیا اور زمینی حقائق کو نمونے (ماڈل) کی شکل میں پیش کرنا۔

GIS کسی بھی سرگرمی کے بارے میں فیصلہ کرنے میں معاون ہے۔ یہ حقیقی دنیا کے نمونوں/نقشوں کے ذریعے بہتر فیصلہ سازی میں مدد دیتا ہے۔ یہ موجودہ حقائق اور مظاہر کو سمجھنے اور مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرنے میں مدد دیتا ہے۔

☆☆☆☆

Scanned with CamScanner